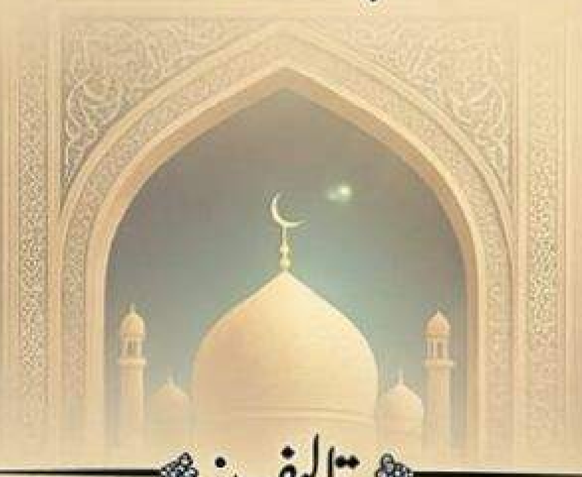
چوتھے خلیفہ

امیر المومنین سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رض

مخالفین کے سیدنا علی بن ابی طالب کی
کی خلافت پر دلائل کا ردو تحقیق



تالیف:

شیخ الاسلام دقاسم عثمانی

کاوش

علی مسلم، شانی، چچا جنونی، مہر یزیدی 2924

باب: بیعت سیدنا علیؓ کی حقیقت.

ہمارے ہاں موجودہ عوام الناس میں یہ مشہور کردیا گیا کے سیدنا علی کی بیعت مہاجرین و انصار نے کی تھی صرف سیدنا معاویہؓ اور ان کے دیگر چند ایک ساتھی و اصحاب جنھوں نے علیؓ کی بیعت نہیں کی تھی۔اور کہا جاتا ہے 10 ہزار اصحاب رسول ﷺ میں 9 ہزار سے بھی زیادہ صحابہ نے علیؓ کی بیعت کی تھی۔ جبکہ سب کچھ اس کے الٹ ہے سوائے حضرت عمار بن یاسرؓ اور دیگر 3 صحابہ جنھوں نے بیعت کی شائد ثابت ہو اصل میں بیعت علیؓ جیسے ہوئی وہ ہم آگے روایات سے بیان کرتے کے بیعت کرنے والے کون لوگ تھے۔

حضرت قیس بن عبادہ فرماتے ہیں: میں نے جنگ جمل کے دن سیدنا علیؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اے اللہ میں تیری بارگاہ میں سیدنا عثمان ؓ کے قتل سے برات کا اظہار کرتا ہوں جس دن سیدنا عثمان غنیؓ کو شہید کیا گیا، اس دن میری عقل کھو گئی تھی اور یہ عمل مجھے انتہائی ناگوار گزرا تھا، لوگ میرے پاس بیعت کے لئے آئے تھے لیکن میں نے یہ کہہ کر بیعت لینے سے انکار کر دیا خدا کی قسم مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسی قوم سے بیعت لینے سے حیاء آتی ہے جنہوں نے ایسے آدمی کو شہید کر ڈالا ہے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کہا کرتے تھے: کیا میں اس سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاہ کرتے ہیں۔اور میں ایسے حالات میں بھی بیعت لینے سے اللہ سے حیاء کرتا ہوں کہ سیدنا عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے اور ابھی ان کی تدفین بھی نہیں ہوئی ہے۔ وہ لوگ واپس چلے گئے،

جب سیدنا عثمانؓ کی تدفین ہو چکی تو لوگ دوبارہ میرے پاس آئے اور بیعت لینے کا مطالبہ کیا۔(کہ اپ ہم سے بیعت لیں) میں نے کہا: سیدنا عثمانؓ کے متعلق جو اقدام کیا گیا ہے۔(یعنی جو ان لوگوں نے سیدنا عثمان کو شہید کیا)، میں اس سلسلہ میں بہت ڈر رہا ہوں لیکن پر عزیمت آئی تو میں نے ان سے بیعت لے لی۔ لوگوں نے مجھے یا امیر المومنین کہہ کر مخاطب کیا تو لگتا تھا کہ میرا دل پھٹ جائے گا۔

المستدرک علی الصحیحین 4/ 201 اردو ترجمہ والی روایت نمبر 4527 (اسنادہ صحیح)

ا: اس کو حاکمؒ نے کہا یہ حدیث شیخین کی شرائط پر صحیح لیکن انہوں نے نقل نہیں کیا۔

۲: ذہبیؒ نے مستدرک کی تخریج میں کہا: یہ روایت بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق ہے۔

۳: شیخ عادل مرشد، ڈاکٹر احمد برہوم، ڈاکٹر محمد کامل قرہ بلی، ڈاکٹر سعید اللحام انہوں نے بھی تخریج میں کہا: إسنادہ حسن

ابوالاعلیٰ مودودی کہتے ہیں: سیدنا علیؓ کو مسلمانوں کا خلیفہ منتخب کرنے میں اُن باغیوں نے بھی حصہ لیا تھا جو مختلف علاقوں سے سیدنا عثمان غنیؓ کے خلاف بغاوت بھڑکانے کے لیے مدینہ آئے تھے۔ ان میں ایسے لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے سیدنا عثمان کو عملاً قتل کیا، اور کچھ وہ تھے جنہوں نے انہیں قتل کرنے پر اکسایا اور اس جرم میں مدد فراہم کی۔ ان سب پر اس فساد اور بگاڑ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کا نئے خلیفہ کے انتخاب میں شریک ہونا ایک بڑی فتنہ انگیزی کا سبب بن گیا۔

أبو الأعلى المودودي الخلافة والملك ص٧٦

حافظ ابن کثیر نقل کرتے ہیں: باغیوں نے جب سیدنا عثمانؓ کو شہید کر دیا تو وہ حویلیوں (دیواروں) کے پیچھے چھپ گئے۔ کوفہ کے لوگ سیدنا زبیر بن عوامؓ کو تلاش کرتے رہے لیکن وہ نہیں ملے، اور بصری لوگ سیدنا طلحہ بن عبید اللہؓ کو بلاتے رہے لیکن انہوں نے جواب نہ دیا۔ اس پر ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ ہم ان تینوں میں سے کسی کو خلیفہ نہیں بنائیں گے۔ پھر وہ سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس گئے اور کہا: آپ اہل شوریٰ میں سے ہیں، آپ کو خلیفہ بناتے ہیں، مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر وہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے پاس گئے لیکن انہوں نے بھی بیعت لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر وہ لوگ حیران و پریشان ہو گئے اور کہنے لگے: اگر ہم اپنے اپنے شہروں کو سیدنا کو قتل کر دینے کے بعد بغیر کسی امیر کے واپس گئے تو لوگ ہمارے بارے میں اختلاف کریں گے اور ہم بچ نہیں سکیں گے۔ لہٰذا وہ دوبارہ سیدنا علیؓ کے پاس آئے اور ان پر اصرار کیا۔ آخرکار مالک اشتر نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی اور پھر دیگر لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

البدایۃ والنھایۃ ط السعادۃ ۷/ ۲۲۶

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب سیدنا علیؓ کی خلافت پے اجماع کیوں نا ہو سکا (خلافت و ملوکیت کی تاریخی و شرعی حیثیت ص325) پے فرماتے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ سیدنا علیؓ کی خلافت پے امت متفق کیوں نا ہو سکی؟ اس کی سب سے بڑی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ امت کے سوادِ اعظم نے خلافت علیؓ کے فیصلے کو اس بنا پر صحیح نہیں سمجھا کہ اس معاملے میں قاتلین عثمانؓ پیش پیش تھے، ان کی شرکت نے خلافت علیؓ کو لوگوں کی نظروں میں مشکوک بنا دیا تھا۔ پھر حضرت علی کے طرز عمل نے ان کے ریب و شک میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ اتفاق کی تین صورتیں تھیں، تینوں سیدنا علی کی وجہ سے بروئے کار نا آسکی۔

ایک یہ کے علیؓ قاتلین عثمانؓ کے مشورے اور اصرار پر خلافت قبول نا کرتے بلکہ حسنؓ کے مشورہ کے مطابق اس وقت تک زمام خلافت نہ سمبھالتے جب تک کہ جلیل القدر اصحاب رسول ﷺ اور دوسرے شہروں کے وفود اس تجویز کی تائید نا کر دیتے۔

صفہ 321 پے سیدنا صدیق اکبر و علی کی خلافت کے انعقاد کے حوالے سے فرماتے ہیں: فرق دونوں جگہ ضرور ہے، حضرت علی کو آزادانہ مشاورت کے بغیر ان لوگوں نے خلیفہ چنا جو مدینے سے باہر کے ائے ہوئے باغی تھے اور سیدنا ابو بکر و عمر کو مدینے کے اہل حل و عقد نے یا پھر خود خلیفتہ الرسول ﷺ نے منتخب و نامزد کیا تھا۔ نیز یہ بھی تاریخی طور پر غلط ہے کہ شام کے سوا تمام بلاؤ اسلامیہ نے حضرت علی کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ تھا۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ شام کے علاوہ مصر، کوفہ اور بصرہ ان تینوں مقامات پر بھی ہزاروں لوگوں نے بیعت نہیں کی، مصر کا ایک شہر خر بتا صرف وہاں کے ان افراد کی تعداد جو بیعت علیؓ سے کنارہ کش رہے، ابن کثیر اور طبری نے دس ہزار بتلائی ہے۔ خود مدینے کے بہت سے اصحاب و افراد بیعت (علی) سے بچنے کی خاطر مدینے سے شام چلے گئے تھے۔ نیز ابن کثیر نے لکھا ہے کہ شہادت عثمانؓ کے وقت اکثر اہل مدینہ وہاں نہ تھے، حج و عمرہ کے لیے گئے ہوئے تھے گویا بیعت علی کے وقت خود باشندگان مدینہ کی اکثریت غیر حاضر تھی،

صفہ 336 پے مودودی صاحب کے جواب میں کہتے ہیں: یہ دعویٰ بھی جسے مولانا بار بار دھرا رہے ہیں کہ صرف شام کا ایک صوبہ باغی تھا باقی پوری مملکت میں حضرت علیؓ کے ہاتھ پر باقاعدہ عینی طریقے سے بیعت ہو چکی تھی غلط ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو جنگ جمل کبھی برپا نہ ہوتی حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہ و زبیرؓ کی تیس ہزار کی فوج جن افراد پر مشتمل تھی وہ شام کے لوگ نہ تھے

بلکہ مدینے مکے اور بصرے وغیرہ ہی کے تمام افراد تھے۔اس کے بالمقابل حضرت علی کی فوج بیس ہزار افراد پر مشتمل تھی یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ان صوبوں میں بھی حضرت علی کی باقاعدہ عینی بیعت نہیں ہوئی تھی اگر ایسا ہوتا تو ان صوبوں سے اتنی بڑی فوج بھی ان کو میسر نہ آتی کہ جتنی بڑی خود حضرت علی بھی فراہم نہ کر سکے۔

دکتور اکرم ضیاء العمری فرماتے ہیں: سیدنا طلحہ بن عبید اللہ تیمی اور سیدنا زبیر بن عوام ــــجو عشرہ مبشرہ (جنت کی بشارت پانے والے دس صحابہ) میں سے تھے دونوں نے واضح کیا کہ انہوں نے حضرت علی کی بیعت مجبوری اور دباؤ کے تحت کی تھی، کیونکہ قاتلان عثمان کا دباؤ اور دھمکی تھی۔ اور وہ اس طریقے سے راضی نہ تھے جس کے ذریعے بیعت ہوئی کیونکہ یہ مشورہ اہل شوریٰ سے ہٹ کر اور ایسے حالات میں ہوئی جس میں تشدد اور اختلاف کا غلبہ تھا۔

كتاب عصر الخلافة الراشدة محاولة لنقد الرواية التاريخية وفق منهج المحدثين، ص۴۴۰، ۴۴۱

دکتور اکرم ضیاء العمری اک دوسرے مقام پے فرماتے ہیں علیؓ بغیر شوری اور اہل حل و عقد کے انتخاب سے بنے ہیں۔(یعنی حضرت علی کی خلافت کے بارے میں اہلِ حل و عقد کے درمیان کوئی باقاعدہ مشاورت نہیں ہوئی، اور نہ ہی شوریٰ کی کوئی مجلس منعقد کی گئی)

كتاب عصر الخلافة الراشدة محاولة لنقد الرواية التاريخية وفق منهج المحدثين، ص۶۰

امام ابن ابی خیثمہ (المتوفی۲۷۹) فرماتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُوطِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ السَّمْطِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ دُعِيَ إِلَى بَيْعَةِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ خَيْرًا مُفْتَرَضًا أَوْ بَلَاءً فَنَصْبِرُ، وَدُعِيَ إِلَى بَيْعَةِ عَلِيٍّ، قَالَ: مَا أَجِدُ الْأَمْرَ عَنْ مَشُورَةٍ مِنَّا، وَلَا اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ أَهْلُ قِبْلَتِنَا.

امام اوزاعی فرماتے ہیں عبد اللہ بن عمرؓ کو یزید بن معاویہ ؓ کی بیعت کے لیے بلایا گیا تو انہوں نے فرمایا: 'اے اللہ! اگر یہ خیر ہے تو ہم اسے قبول کرتے ہیں، اور اگر آزمائش ہے تو ہم صبر کریں گے۔اور جب انہیں علیؓ کی بیعت کے لیے بلایا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں اس معاملے کو ہماری باہمی مشاورت سے طے شدہ نہیں پاتا، اور نہ ہی ہمارے اہلِ قبلہ اس پر متفق ہوئے ہیں۔

کتاب التاريخ الكبير لابن أبي خيثمة - السفر الثالث - ط الفاروق ۳/ ۲۵۱

حافظ ابن حزم الأندلسي حضرت علی کی بیعت کے بار فرماتے ہیں:صحابۂ کرام کی اکثریت نے اس بیعت میں تاخیر کی۔ ان میں سے بعض حضرت علیؓ کے مخالف تھے اور بعض نہ ان کے حق میں تھے اور نہ ان کے خلاف۔ ان میں سے بہت ہی کم لوگوں نے ان کی پیروی کی، جبکہ شام، عراق اور حجاز میں ایک لاکھ سے زائد مسلمان ایسے تھے جنہوں نے ان کی بیعت نہیں کی۔لہٰذا اس معاملے میں حضرت معاویہؓ بھی انہی لوگوں میں سے ایک تھے۔مزید برآں، حضرت علیؓ کی بیعت نہ تو رسول اللہ ﷺ کی کسی نامزدگی

کی بنیاد پر ہوئی تھی، جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ کی بیعت ہوئی، نہ پوری امت کے اجماع سے، جیسا کہ حضرت عثمانؓ کی بیعت ہوئی، نہ کسی ایسے خلیفۂ واجب الاطاعت کی نامزدگی سے، جیسا کہ حضرت عمرؓ کی بیعت ہوئی، نہ ہی ایسی واضح اور غیر متنازع فضیلت کی بنیاد پر جس میں کسی کو اختلاف نہ ہو، اور نہ ہی باقاعدہ شوریٰ کے ذریعے۔لہٰذا حضرت علیؓ کی بیعت سے الگ رہنے والے لوگ، جن میں حضرت معاویہؓ بھی شامل تھے۔

کتاب الفصل في الملل والأهواء والنحل ۴/ ۱۲۰

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ شیعہ مصنف کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں،شیعہ مصنف کے دعوئی کا فساد اور بودا پن اس کے اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ : حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں اتفاق اور ان کی بیعت منعقد ہونے کے بعد اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔حالانکہ یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ: مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے آپ کی بیعت نہیں کی تھی۔ حتی کہ بہت سارے اہل مکہ و مدینہ جنہوں نے آپ کو دیکھا ہوا بھی تھا؟ انہوں نے بھی آپ کی بیعت نہیں کی تھی ۔ دور کے لوگوں کو تو چھوڑے جیسے کہ : اہل شام نے بالا تفاق حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی تھی۔ بہت سے اہل مصر اور اہل مغرب؛ اہل عراق و خراسان نے بھی اس میں بیعت شرکت نہیں کی تھی۔ پھر یہ بات اگر حضرت عثمانؓ کے حق میں نہیں کہی جاسکتی ، جن کی بیعت پر دو مسلمانوں نے بھی اختلاف نہیں کیا ؟ تو پھر حضرت علیؓ کے حق میں کیسے کہی جاسکتی ہے؟۔

منہاج السنہ النبویہ مترجم جلد پنجم، ششم صفہ 633

اسی طرح جلد سوم، چہارم صفحہ 407 پے فرمایا: جیسی نصوص اور اجماع سیدنا ابو بکر ؓ کی خلافت ثابت کرنے والوں کے پاس ہیں، ایسی نصوص حضرت علیؓ کی خلافت پر موجود نہیں ۔ صحیحین میں ایک روایت بھی ایسی نہیں ہے جو آپ کی خلافت پر دلالت کرتی ہو۔ بلکہ یہ روایات اہل سنن نے نقل کی ہیں۔ بعض محدثین نے حدیث سفینہ پر جرح بھی کی ہے۔ جب کہ اجماع کا دعوی کرنا بھی درست نہیں ہے ؛ اس لیے کہ آپ کی بیعت سے آدھی سے زیادہ امت یا اس سے کچھ کم و بیش لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔

صفحہ 517 پے نقل کرتے ہیں: حضرت امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے : خلفاء تین ہیں : سیدنا ابو بکر و عمر و عثمانؓ ۔

صفحہ 517 ابن تیمیہ کہتے ہیں: رہی وہ حدیث جس میں نبی کریم سے نے حضرت عمار کو مخاطب کر کے فرمایا: تجھے باغی جماعت قتل کرے گی ۔ بعض محدثین نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

شیعہ مصنف کا یہ قول کہ: حضرت علیؓ کثیر مخلوقات کی بیعت کی بنا پر خلیفہ قرار پائے۔ ابن تیمیہ ؒ کہتے ہیں: حضرت علیؓ کی بیعت شہادت عثمانؓ کے بعد عمل میں آئی تھی جب کہ دل سکون و اطمینان سے یکسر محروم تھے۔ اکابر صحابہ متفرق تھے۔ حضرت طلحہؓ کے متعلق یہاں تک کہا جاتا ہے کہ انہیں بحالت جبر و اکراہ بیعت کے لیے لایا گیا تھا (یعنی ان سے زبردستی بیعت لی گئی)۔ آپ فرمایا کرتے تھے : میں نے بیعت لی اور تلوار میری گردن پر تھی مدینہ میں شر پسندوں کا بڑا زور تھا۔ جب سے حضرت عثمانؓ قتل ہوئے مدینہ میں فتنہ پسندوں کا سیلاب موجیں مار رہا تھا۔ بکثرت صحابہ بیعت میں شریک نہ ہو سکے ، مثلاً حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور ان جیسے دوسرے لوگ۔

(منہاج السنہ النبویہ مترجم جلد اوّل، دوم صفحہ 382)

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سیدنا علیؓ کو اللہ کی قسم میں آپ کی بیعت نہیں کرتا۔

(جیسا کہ اپ نے اوپر پڑھا اول بیعت کرنے والے قاتلین سیدنا عثمان ہی تھے جنہوں نے بیعت کی پھر حضرت علی صحابہ کی طرف گئے) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی گئ تو وہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ۔۔۔۔۔عبداللہ بن عمر نے کہا اللہ کی قسم میں اپ کی بیعت نہیں کرتا۔۔۔۔۔

(مصنف ابن ابی شیبہ مترجم جلد9صفہ 132 حدیث 31314 اِسنادہ صحیح)

سیدنا طلحہ و زبیر ؓ کی بیعت،

حضرت علیؓ کو خبر ملی کہ حضرت طلحہؓ کہتے ہیں کہ میں نے بیعت اس حالت میں کی کہ میری گدی پر تلوار تھی ۔ حضرت علیؓ نے (اس بات کی تصدیق کے لیے) عبداللہ ابن عباسؓ کو بھیجا کہ وہ لوگوں سے اس خبر کی تصدیق کریں پس اسامہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ تلوار کے بارے میں میں نہیں جانتا لیکن انھوں نے بیعت ناپسندیدگی سے کی ہے لوگ ان کی طرف ایسے جھپٹے قریب تھا کہ ان کو قتل کر دیں۔۔۔

(مصنف ابن ابی شیبہ مترجم جلد11صفہ 737 حدیث 38928 اِسنادہ صحیح)

ابونضرہ سے روایت ہے کہ قبیلہ ربیعہ والے بنو مسلمہ کی مسجد میں حضرت طلحہؓ سے ہم کلام ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم تو دشمن کے گلے پر قابض تھے کہ ہم کو یہ اطلاع پہنچی کے آپ نے اس شخص (حضرت علیؓ) کی بیعت کر لی ہے پھر اب آپ اسی سے قتال کر رہے ہیں اور کچھ اس طرح کی باتیں کیں ۔ حضرت طلحہؓ نے فرمایا کہ مجھے کھجور کے باغ میں داخل کیا گیا اور تلوار میری گردن پر رکھ دی گئی

کہا گیا کہ تم بیعت کرو وگرنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے میں نے بیعت کر لی اور جان لیا کہ یہ گمراہی کی بیعت ہے ۔ تیمی کہتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک نے فرمایا کہ اہل عراق کے منافقین سے ایک منافق جبلہ بن حکیم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ تو بیعت کر چکے ہیں (پھر یہ مخالفت کیسی) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تلوار میری گدی پر تھی پھر مجھ سے کہا گیا کہ بیعت کرو وگرنہ ہم تم کو قتل کر دیں گے پس میں نے بیعت کر لی ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ مترجم جلد 11 صفحہ 737 حدیث 38930 إسنادہ صحیح)

ثابت ہوا سیدنا طلحہ و زبیر کی بیعت جبراً تلوار کے زور پر لی گئی۔وگرنہ وہ بیعت کے لیے راضی نا تھے۔

باب: خلافت سیدنا علی کی تائید میں مخالفین کے دلائل کے مہاجرین و انصار نے علی کی بیعت کی اس کی تمام اسناد ضعیف موضوع ہے اور باب بیعت علی میں ہم نے الحمداللہ ثابت کیا علی کی بیعت کرنے والے فقط قاتلین سیدنا عثمان تھے یا قاتلین عثمان کے دوسرے قبائلی لوگ بدو تھے۔

۔۔۔اشتر نے کہامیں نے طلحہ و زبیرؓ اور کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انھوں نے علیؓ کے ہاتھ پر بغیر کسی اکراہ کے بیعت کی اور پھر اس بیعت کو توڑ ڈالا ۔۔۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 38864 ضعیف)

یہ روایت ضعیف ہے ثابت نہیں کیونکہ مغیرہ نے عنعنہ کے ساتھ روایت کی ہے۔ یہ مغیرہ بن مقسم الضبي مدلس ہیں یہ تدلیس کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر (المتوفی ۸۵۲) نے کہا:

ثِقَةٌ مُتْقِنٌ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يُدَلِّسُ، وَلَا سِيَّمَا عَنْ إِبْرَاهِيمَ

وہ ثقہ تھے، البتہ وہ تدلیس کرتے تھے، خصوصاً ابراہیم سے روایت کرنے میں۔

[تقریب التهذیب (۱/ ۹٦٦)]

اور یہ روایت مغیرہ ابراہیم سے ہی کر رہے ہیں۔

امام ابنِ حبان (المتوفی ۳۵۴) نے کہا:

كَانَ مُدَلِّسًا

وہ تدلیس کیا کرتے تھے۔

[إكمال تهذيب الكمال (۱۱/ ۳۳۳)]

امام ابو حاتم (المتوفی ۲۷۷) کہتے ہیں:

وَجَعَلَ يُضَعِّفُ حَدِيثَ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَحْدَهُ.

امام احمد، مغیرہ کی صرف ابراہیم سے روایت کردہ احادیث کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

[الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (۸/ ۲۲۸)]

دوسری روایت:

۔۔۔حضرت علیؓ نے فرمایا کہ طلحہ اور زبیرؓ نے بیعت خوشی خوشی کی تھی نہ کہ حالت اکراہ میں۔۔۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 38954 ضعیف)

یہ روایت ضعیف ہے اس کی سند میں صفوان بن قبیصہ مجھول۔

امام ابو حاتم الرازی (المتوفی۲۷۷) فرماتے ہیں:

صَفْوَانُ بْنُ قَبِيصَةَ، رَوَى عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ هُوَ مَجْهُولٌ،

صفوان بن قبیصہ، جو طارق بن شہاب سے روایت کرتے ہیں، وہ مجھول راوی ہیں۔

(الجرح والتعديل - ابن أبي حاتم ۴/ ۴۲۳)

فائدہ: مصنف کی تخریج میں محققین نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔

تیسری روایت:

حضرت احنف بن قیس سے منقول ہے میں حج کے لیے مکہ روانہ ہوا کہ اس دوران سیدنا عثمان کی شہادت کی خبر پہنچی،مکہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ بھی قیام فرما تھیں میں ان سے ملاقات کی اور ان سے ارض کیا کہ اب میں کن سے بیعت کروں انہوں نے کہا حضرت علی کی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 38953 ضعیف)

روایت ضعیف ہے سند میں عمر بن جاوان مجھول ہے۔

چوتھی روایت:

ثور بن مجزاۃ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میرا گزر جنگ جمل کے دن سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا جبکہ وہ زمین پر گرے ہوئے تھے اور آخری سانسیں لے رہے تھے، میں ان کے پاس کھڑا ہوا تو انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا: "میں ایک ایسے شخص کا چہرہ دیکھ رہا ہوں جو چاند کی طرح چمک رہا ہے، تم کس کے ساتھی ہو؟" میں نے کہا: "میں امیر المؤمنین علی کے ساتھیوں میں سے ہوں"، انہوں نے فرمایا: "اپنا ہاتھ بڑھاؤ تاکہ میں تمہارے ہاتھ پر (علی رضی اللہ عنہ کی) بیعت کر لوں"، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے بیعت کی اور اسی وقت ان کی روح پرواز کر گئی، پھر میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر انہیں سیدنا طلحہ کے قول کی خبر دی، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ اکبر، اللہ اکبر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ نے اس بات کو قبول نہیں کیا کہ طلحہ جنت میں داخل ہوں، مگر اس حال میں کہ ان کی گردن میں میری بیعت ہو۔

(المستدرک علی الصحیحین 5601 ضعیف)

الشیخ عادل مرشد، ڈاکٹر احمد برہوم، ڈاکٹر محمد کامل قرہ بلی، ڈاکٹر سعید اللحام تخریج میں فرماتے ہیں:

إسْنَادُهُ ضَعِيفٌ جِدًّا، كَمَا قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي "إتْحَافِ الْمَهَرَةِ" (١٤٠٧٢)، مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ - وَهُوَ الْقُرَشِيُّ الْكُدَيْمِيُّ - مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْمَازِنِيُّ، وَأَبُو عَامِرٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَثَوْرُ بْنُ مَجْزَأَةَ، ثَلَاثَتُهُمْ مَجَاهِيلُ.

اس کی سند "ضعیف جداً" (سخت ضعیف) ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے "اتحاف المہرہ" (14072) میں فرمایا ہے۔ علّت: محمد بن یونس (القرشی الکدیمی) "متروک الحدیث" ہے، اور محمد بن عمر المازنی، ابو عامر الانصاری اور ثور بن مجزاۃ، یہ تینوں "مجاہیل" (نامعلوم) ہیں۔

پانچویں روایت:

ابوراشد سے روایت ہے کہ جب سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: "میں ان کے بعد کسی ایسے شخص کی بیعت نہیں کروں گا جو ان سے رتبے میں چھوٹا ہو یا جس کا کوئی مقام نہ ہو۔

(المستدرک علی الصحیحین 4596 ضعیف)

اس کی سند ابو راشد کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ حذیفہ نے یہ بات سیدنا عثمان کے قتل کی خبر سن کر کہی تھی اور ان کی مراد سیدنا عثمان ہی تھے۔

اسے عمر بن شبہ نے (تاریخ مدینہ ابن شبہ ۴/ ۱۲۴۹) میں طارق بن شہاب اور قتادہ سے نقل کیا ہے کہ حذیفہ نے یہ شہادت عثمان پے کہا تھا۔

چھٹی روایت:

اسود بن یزید نخعی سے روایت ہے کہ جب منبرِ رسول پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی تو خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے منبر کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے: "جب ہم نے علی کی بیعت کر لی تو اب وہ تمام فتنے جن سے ہم ڈرتے تھے ان کے مقابلے میں ابوالحسن (علی رضی اللہ عنہ) ہمارے لیے کافی ہیں، ہم نے انہیں لوگوں کے لیے سب سے زیادہ بہتر اور مستحق پایا ہے کیونکہ وہ قریش میں کتاب اللہ اور سنتِ رسول کے سب سے بڑے عالم و ماہر ہیں،

اور قریش کا کوئی فرد ان کی گرد کو بھی نہیں پا سکتا جب وہ اپنے چست بدن اور لاغر گھوڑے پر سوار ہو کر (میدانِ عمل میں) نکلتے ہیں، ان کے اندر وہ تمام بھلائیاں موجود ہیں جو دوسرے لوگوں میں الگ الگ پائی جاتی ہیں، لیکن وہ تمام حسن و کمال جو علی میں یکجا ہے وہ کسی دوسرے میں موجود نہیں۔

(المستدرک علی الصحیحین 4595 ضعیف)

الشیخ عادل مرشد، ڈاکٹر احمد برہوم، ڈاکٹر محمد کامل قرہ بلی، ڈاکٹر سعید اللحام انہوں نے تخریج میں کہا،

إسْنَادُهُ ضَعِيفٌ، أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَارِمٍ، قَالَ عَنْهُ الْحَاكِمُ نَفْسُهُ: رَافِضِيٌّ غَيْرُ ثِقَةٍ، وَوَضَّاحُ بْنُ يَحْيَى النَّهْشَلِيُّ مُخْتَلَفٌ فِيهِ، وَيُعْتَبَرُ بِحَدِيثِهِ عِنْدَ الْمُتَابَعَةِ، وَلَمْ يُتَابَعْ.

اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ ابو بکر بن ابی دارم کے بارے میں خود امام حاکم نے کہا ہے: وہ رافضی تھا اور قابلِ اعتماد نہیں تھا۔ اور وضّاح بن یحیٰ النہشلی کے بارے میں محدثین کا اختلاف ہے، اس کی حدیث متابعت کی صورت میں قابلِ اعتبار ہوتی ہے، لیکن یہاں اس کی کوئی متابعت موجود نہیں۔

امام حاکم نے کہا:

هُوَ رَافِضِيٌّ، غَيْرُ ثِقَةٍ.

رافضی تھا اور ثقہ نہیں تھا۔

(سیر أعلام النبلاء - ط الرسالة ١٥/ ٥٧٨)

حافظ محمد بن حماد نے کہا:

كَانَ مُسْتَقِيمَ الْأَمْرِ عَامَّةَ دَهْرِهِ، ثُمَّ فِي آخِرِ أَيَّامِهِ كَانَ أَكْثَرُ مَا يُقْرَأُ عَلَيْهِ الْمَثَالِبُ، حَضَرْتُهُ وَرَجُلٌ يَقْرَأُ عَلَيْهِ أَنَّ عُمَرَ رَفَسَ فَاطِمَةَ حَتَّى أَسْقَطَتْ مُحسِنًا

اپنی زندگی کے بیشتر حصے میں اس کا طرزِ عمل درست تھا، پھر زندگی کے آخری ایام میں اس کے سامنے زیادہ تر صحابۂ کرام کی برائیاں بیان کرنے والی روایات پڑھی جاتی تھیں۔ میں اس کی مجلس میں حاضر تھا، جبکہ ایک شخص اس کے سامنے یہ روایت پڑھ رہا تھا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو لات ماری، جس کے نتیجے میں ان کا حمل ساقط ہو گیا اور محسن فوت ہو گئے۔

وَفِي خَبَرٍ آخَرَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَجَاءَ فِرْعَوْنُ﴾: عُمَرُ، ﴿وَمَنْ قَبْلَهُ﴾: أَبُو بَكْرٍ، وَ﴿الْمُؤْتَفِكَاتُ﴾: عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ. فَوَافَقْتُهُ وَتَرَكْتُ حَدِيثَهُ.

اور ایک دوسری روایت میں (وہ یہ تفسیر بیان کرتا تھا کہ) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَجَاءَ فِرْعَوْنُ﴾ سے مراد حضرت عمرؓ ہیں، ﴿وَمَنْ قَبْلَهُ﴾ سے مراد حضرت ابو بکرؓ ہیں، اور ﴿الْمُؤْتَفِكَاتُ﴾ سے مراد حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ ہیں۔
چنانچہ میں نے اس کی یہ حالت دیکھی، اس کی بات کی تصدیق کر لی (یعنی اس کے متعلق یہ جرح درست معلوم ہوئی)، اور اس کی حدیث روایت کرنا چھوڑ دیا۔

(سیر أعلام النبلاء - ط الرسالة ١٥/ ٥٧٨)

حافظ ذہبی کہتے ہیں:

شَيْخٌ ضَالٌّ مُعَثِّرٌ

یہ ایک گمراہ اور ٹھوکر کھایا ہوا راہِ حق سے بھٹکا ہوا شیخ تھا۔

(لہذا ثابت ہوا یہ شیطان گمراہ خبیث رافضی تھا) (سیر أعلام النبلاء - ط الرسالة ۱۵/ ۵۷۸)

ساتویں روایت: تاریخ طبری

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت و خلافت

جعفر بن عبد اللہ المحمدی نے کئی واسطوں کے بعد سالم بن الجعد کے واسطے سے محمد بن الحنفیہ کا یہ قول بیان فرمایا ہے کہ جس روز حضرت عثمان شہید کئے گئے، میں اس روز اپنے والد حضرت علی کے ساتھ تھا جب انہیں شہادت عثمان کی اطلاع ملی تو وہ فورا اپنے گھر سے نکلے اور حضرت عثمان کے گھر پہنچے وہاں رسول اکرم ﷺ کے صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضرت عثمان تو شہید کر دیئے گئے ہیں اور لوگوں کو کسی نہ کسی خلیفہ کی ضرورت ہے جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں، اور ہم آج اس روئے زمین پر آپ سے زیادہ کسی کو اس کا حقدار نہیں پاتے، نہ تو کوئی ایسا شخص موجود ہے جو اسلام میں آپ پر سبقت رکھتا ہو اور نہ ہی کوئی ایسا شخص موجود ہے جسے آپ سے زیادہ نبی اکرم ﷺ کا قرب حاصل ہو اور آپ سے زیادہ کسی کو رشتہ داری حاصل ہو اس لیے یہ بار آپ اپنے کاندھوں پر اٹھائیے اور لوگوں کو اس بے چینی اور پریشانی سے نجات دلائیے۔

علی اور صحابہ کرام کی باہم گفتگو

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ تم لوگ کسی اور کو امیر بناؤ اور مجھے اس کا وزیر ہی رہنے دو، صحابہ کرام نے عرض کیا خدا کی قسم ! ہم آپ کے علاوہ کسی اور کی بیعت کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ آخر کار صحابہ کرام کے بے حد اصرار پر حضرت علی نے فرمایا تم لوگوں کے اصرار پر میں یہ ذمہ داری قبول کر رہا ہوں البتہ بیعت مسجد میں ہونی چاہیئے تاکہ لوگوں میں میری بیعت مخفی نہ رہے اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر یہ خلافت مجھے صحیح معنی پر حاصل بھی نہیں ہوسکتی۔

تاریخ طبری مترجم جلد سوم حصہ دوم صفہ 431 نشر دار الاشاعت

بعض لوگ یہ روایت پیش کر کے کہتے ہیں سیدنا علی صحابہ کے اصرار پر خلیفہ بنے ہالانکہ ہم نے اوپر شروع میں نقل کیا اصرار باغیوں خارجیوں نے کیا تھا ناکہ صحابہ کی جماعت نے۔

اب بات کرتے ہیں اس روایت کی یہ روایت ثابت نہیں کیونکہ جعفر بن عبد اللہ محمدی مجھول ہے۔

أكرم بن محمد زيادة الفالوجي الأثري کہتے ہیں:

جَعْفَرُ بْنُ عَبدِ اللهِ، الْمُحَمَّدِيُّ، شَيْخُ الطَّبَرِيِّ، مِنَ الْحَادِيَةِ عَشْرَةَ، لَمْ أَعْرِفْهُ، وَلَمْ أَجِدْ لَهُ تَرْجَمَةً.

جعفر بن عبداللہ المحمدی، امام طبری کے شیخ ہیں۔ وہ راویوں کے گیارہویں طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں انہیں نہیں پہچان سکا،(مجھول ہے)اور نہ ہی مجھے ان کا ترجمہ ملا۔

(المعجم الصغير لرواة الإمام ابن جرير الطبري ١/ ٩١)

آٹھویں رویت: تاریخ طبری

حضرت علی کا لوگوں سے اجتناب فرمانا:

عمر و بن شبہ نے علی بن محمد کے ذریعہ ابو بکر ہذلی سے ابوالملیح کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ بازار تشریف لے گئے ۔ یہ اٹھائیں ذی الحجہ ہفتہ کا دن تھا۔ لوگوں نے جب حضرت علی کو دیکھا تو ان کے پیچھے لگ گئے اور انہیں دیکھنے لگے ۔ حضرت علی لوگوں کے اس ہجوم کو دیکھ کر بنو عمر و بن مبذول کے باغ میں داخل ہو گئے اور ابو عمرۃ بن عمر و بن محصن سے فرمایا کہ دروازہ بند کر دو۔

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کا حضرت علی کی بیعت کرنا،

لوگ باغ کے دروازہ پر پہنچے اور دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ مجبوراً دروازہ کھول دیا گیا اور لوگ اندر داخل ہو گئے اور باغ کے اندر داخل ہونے والوں میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ان دونوں نے حضرت علیؓ سے کہا اے علی ! آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے ، حضرت علی نے ہاتھ آگے بڑھایا اور حضرت طلحہ اور زبیر نے آپ کی بیعت کی۔

(تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفہ 433 نشر دار الاشاعت: ضعیف)

یہ روایت بھی ثابت نہیں ابو بکر ھذلی اخباری متروک الحدیث ہے۔

أَبُو بَكْرٍ الهُذَلِيُّ، أَخْبَارِيٌّ، مَتْرُوكُ الحَدِيثِ

(کتاب تقریب التھذیب ۶۲۵،ترجمہ رقم ۸۰۰۲)

نوویں روایت: تاریخ طبری

محمد بن سنان نے حسن بصری کا قول بیان کیا ہے کہ میں نے مدینہ کے ایک جنگل میں حضرت زبیر کو حضرت علی کی بیعت کرتے ہوئے دیکھا۔

(تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفہ 434 نشر دار الاشاعت: ضعیف)

یہ روایت بھی ثابت نہیں محمد بن سنان بن یزید بن قزاز،ضعیف ہیں،اور اس میں دوسرا راوی اسحاق بن ادریس متروک الحدیث چھوڑا ہوا ہے،

محمدُ بنُ سِنانِ بنِ يَزيدَ القَزَّازُ، أبو بكرٍ البَصريُّ، نزيلُ بغدادَ، ضعيفٌ

(کتاب تقریب التھذیب۴۲۸ ،ترجمہ رقم ۵۹۳۶)

قَالَ الْبُخَارِيُّ: إِسْحَاقُ بْنُ إِدْرِيسَ، أَبُو يَعْقُوبَ الْأَسْوَارِيُّ، تَرَكَهُ النَّاسُ.

امام بخاریؒ نے فرمایا: اسحاق بن ادریس، ابو یعقوب الاسواری، کو لوگوں (اہلِ علم و محدثین) نے چھوڑ دیا تھا (یعنی اس کی روایت لینا ترک کر دیا تھا)۔

وَقَالَ النَّسَائِيُّ: إِسْحَاقُ بْنُ إِدْرِيسٍ بَصْرِيٌّ، مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ.

اور امام نسائیؒ نے فرمایا: اسحاق بن ادریس بصری متروک الحدیث ہے۔

(کتاب الکامل في ضعفاء الرجال،ابن عدی ۱/ ۵۴۳)

دسویں روایت: تاریخ طبری

زید بن بکار نے ابو حبیبہ جو کہ مولی الزبیر کی سند سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے اور حضرت علی کے ہاتھ لوگوں نے بیعت کی۔۔۔۔۔۔۔حضرت علی نے کہا زبیر نے میری بیعت بھی کر لی تھی۔

(تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفہ 436 نشر دار الاشاعت: ضعیف)

روایت ضعیف ہے،مولی زبیر ابو حبیبہ مجھول ہے۔

گیارویں روایت: تاریخ طبری

اسی طرح کی بیعت کے متعلق دو اور روایات ہیں(سری نے شعیب سے اس نے سیف بن عمر تمیمی سے) جن کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ اہل مدینہ کو قاتلین حضرت عثمان نے دھمکی دی صحابہ نے تمام مدینہ والوں نے اصحاب شوری نے حضرت علی کی بعیت کی۔۔

(تاریخ طبری مترجم جلد سوم حصہ دوم صفہ 438، 39 نشر دار الاشاعت: ضعیف)

یہ روایت بھی ثابت نہیں،راوی سیف بن عمر تمیمی ضعیف متروک الحدیث ہے،

حافظ ابن حجر نقل کرتے ہیں:

امام ابن معین (المتوفی ۲۳۳) نے کہا:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ.وَقَالَ مَرَّةً: فَلْسٌ فَلْسٌ خَيْرٌ مِنْهُ.

امام ابنِ معینؒ نے فرمایا: یہ ضعیف الحدیث ہے۔
اور ایک دوسری مرتبہ فرمایا: ایک معمولی سا سکہ (فلس) بھی اس سے بہتر ہے۔

امام ابو حاتم (المتوفی ۲۷۷) نے کہا:

مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ، يُشْبِهُ حَدِيثُهُ حَدِيثَ الْوَاقِدِيِّ.

امام ابو حاتمؒ نے فرمایا: یہ متروک الحدیث ہے، اور اس کی حدیثیں واقدی (کذاب) کی حدیثوں سے مشابہت رکھتی ہیں۔

امام نسائی (المتوفی ۳۰۳) اور دار قطنی (المتوفی ۳۸۵) نے کہا:

النَّسَائِيُّ، وَالدَّارَقُطْنِيُّ: ضَعِيفٌ.

امام نسائیؒ اور امام دار قطنیؒ نے فرمایا: یہ ضعیف ہے۔

امام ابن عدیؒ (المتوفی ۳۶۵) نے کہا:

ابْنُ عَدِيٍّ: بَعْضُ أَحَادِيثِهِ مَشْهُورَةٌ، وَعَامَّتُهَا مُنْكَرَةٌ، لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهَا.

اس کی بعض احادیث مشہور ہیں، لیکن ان میں سے اکثر منکر ہیں، اور ان پر کسی دوسرے راوی نے متابعت (تائید) نہیں کی۔

امام ابن حبان(المتوفی ۳۵۴)نے کہا:

ابْنُ حِبَّانَ: يَرْوِي الْمَوْضُوعَاتِ عَنِ الْأَثْبَاتِ، قَالَ: وَقَالُوا: إِنَّهُ كَانَ يَضَعُ الْحَدِيثَ.

امام ابن حبانؒ نے فرمایا: یہ ثقہ راویوں سے موضوع (من گھڑت) احادیث روایت کرتا ہے۔پھر فرمایا: لوگوں نے کہا ہے کہ یہ خود حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔

حافظ ابن حجر (المتوفی ۸۵۲) نے کہا:

قُلْتُ: بَقِيَّةُ كَلَامِ ابْنِ حِبَّانَ: اتُّهِمَ بِالزَّنْدَقَةِ.

ابن حبان کے کلام کا بقیہ حصہ یہ ہے کہ: اس پر زندقہ (دین بیزاری یا باطنی کفر) کا الزام بھی لگایا گیا تھا۔

امام حاکم (المتوفی ۴۰۴) نے کہا:

الْحَاكِمُ: اتُّهِمَ بِالزَّنْدَقَةِ، وَهُوَ فِي الرِّوَايَةِ سَاقِطٌ

امام حاکمؒ نے فرمایا: اس پر زندقہ کا الزام لگایا گیا تھا، اور روایت کے معاملے میں یہ بالکل ساقط (ناقابلِ اعتبار) ہے۔

<u>تهذيب التهذيب - ط دبي، ۵/ ۵۷۸</u>

بارہویں روایت: تاریخ طبری

محمد بن سرین کی مرسل روایت۔

بن مسلم نے حبان بن ہلال اور جعفر بن سلیمان کے حوالہ سے عوف کا قول نقل کیا ہے کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے محمد بن سیرین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت علی حضرت طلحہ کے پاس گئے اور فرمایا اے طلحہ ! اپنا ہاتھ آگے کیجئے میں تمہاری بیعت کرتا ہوں ، حضرت طلحہ نے فرمایا اس کے لئے تو آپ مجھ سے زیادہ حقدار ہیں اور آپ ہی امیر المومنین بننے کے زیاد و لائق ہیں اس لئے آپ ہی اپنا ہاتھ آگے بڑھایئے تا کہ میں آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت کروں حضرت علی نے اپنا ہاتھ آگے پھیلایا تو حضرت طلحہ نے ان کی ہاتھ پر بیعت کی۔

(تاریخ طبری مترجم جلد سوم حصہ دوم صفہ 439)

اس روایت میں عوف بن ابی جمیلہ اعرابی قدری شیعہ ہے،اور اس پے رافضی شیطان کی جرح ہے۔

حافظ ذھبی نقل کرتے ہیں۔

امام بندار نے کہا:

بُنْدَارٌ - وَهُوَ يَقْرَأُ لَهُمْ حَدِيثَ عَوْفٍ: وَاللهِ لَقَدْ كَانَ عَوْفٌ قَدَرِيًّا رَافِضِيًّا شَيْطَانًا.

بندار نے کہا، جبکہ وہ ان لوگوں کو عوف کی حدیث پڑھ کر سنا رہے تھے: اللہ کی قسم! عوف قدری، رافضی اور شیطان تھا۔

عمر بن علی مقدمی نے کہا:

عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ: رَأَيْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ لِجَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ: رَأَيْتَ ابْنَ عَوْنٍ، وَأَيُّوبَ، وَيُونُسَ، فَكَيْفَ لَمْ تُجَالِسْهُمْ وَجَالَسْتَ عَوْفًا! وَاللَّهِ مَا رَضِيَ عَوْفٌ بِبِدْعَةٍ حَتَّى كَانَتْ فِيهِ بِدْعَتَانِ، كَانَ قَدَرِيًّا، وَكَانَ شِيعِيًّا.

میں نے عبد اللہ بن المبارک کو جعفر بن سلیمان سے یہ کہتے ہوئے دیکھا: تم نے ابن عون، ایوب اور یونس کو بھی پایا تھا، پھر تم نے ان کی صحبت کیوں اختیار نہ کی اور عوف کی صحبت اختیار کی؟ اللہ کی قسم! عوف ایک بدعت پر بھی راضی نہ ہوا، یہاں تک کہ اس میں دو بدعتیں جمع ہو گئیں؛ وہ قدری بھی تھا اور شیعہ بھی تھا۔

محمد بن عبداللہ انصاری نے کہا:

رَأَيْتُ دَاوُدَ بْنَ أَبِي هِنْدٍ يَضْرِبُ عَوْفًا الْأَعْرَابِيَّ وَيَقُولُ: وَيْلَكَ يَا قَدَرِيُّ.

میں نے داود بن ابی ہند کو عوف اعرابی کو مارتے ہوئے دیکھا، اور وہ کہہ رہے تھے: ہلاکت ہو تیری! اے قدری!

حافظ ذہبی نے کہا:

وَقِيلَ: كَانَ يَتَشَيَّعُ

کہا گیا ہے کہ وہ تشیع کا رجحان رکھتا تھا۔

(کتاب میزان الاعتدال ۳/ ۳۰۵)

اور اس میں دوسرا راوی جعفر بن سلمان بھی شیعہ رافضی گدھا ہے،اور یہ رافضی شیعہ شیخین(سیدنا ابو بکر و عمر) سے بعض رکھتے ہیں۔اور صحابہ کے بارے تنقید کرتے ہیں۔

امام ابن حبان نے کہا:

وَكَانَ يُبْغِضُ الشَّيْخَيْنِ.

اور وہ شیخین (سیدنا صدیق و عمر) سے بغض رکھتے تھے۔

اسحاق بن ابی کامل نے کہا:

يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ بَيْنَ يَدَيْ أَبِيهِ، قَالَ: بَعَثَنِي أَبِي إِلَى جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيِّ، فَقُلْتُ لَهُ: بَلَغَنَا أَنَّكَ تَسُبُّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، قَالَ: أَمَّا السَّبُّ فَلَا، وَلَكِنِ الْبُغْضُ مَا شِئْتَ. قَالَ: وَإِذَا هُوَ رَافِضِيٌّ مِثْلُ الْحِمَارِ.

یزید بن ہارون نے کہا: میرے والد نے مجھے جعفر بن سلیمان الضُّبَعی کے پاس بھیجا۔ میں نے ان سے کہا: ہمیں خبر پہنچی ہے کہ آپ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو گالیاں دیتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: گالی تو نہیں دیتا، لیکن جہاں تک بغض کا تعلق ہے، تو جتنا چاہو سمجھ لو۔ راوی کہتے ہیں: تب معلوم ہوا کہ وہ گدھے کی طرح پکا رافضی تھا۔

[الثقات (٦/ ١٤٠)]

حافظ ابن حجر نے نقل کیا:

وَقَالَ الْبُخَارِيُّ: يُقَالُ: كَانَ أُمِّيًا۔

امام بخاریؒ نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ وہ اُمّی (یعنی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے) تھے۔

وَقَالَ الْبُخَارِيُّ فِي "الضُّعَفَاءِ": يُخَالِفُ فِي بَعْضِ حَدِيثِهِ۔

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب "الضعفاء" میں فرمایا: وہ اپنی بعض احادیث میں دوسرے راویوں کے خلاف روایت بیان کرتا ہے۔

[تهذيب التهذيب (١/ ٣٠٧)]

عباس دوری نے کہا:

كَانَ جَعْفَرٌ إِذَا ذُكِرَ مُعَاوِيَةُ شَتَمَهُ، وَإِذَا ذُكِرَ عَلِيٌّ قَعَدَ يَبْكِي.

جعفر جب حضرت معاویہؓ کا ذکر کرتے تو انہیں برا بھلا کہتے (گالیاں دیتے)، اور جب حضرت علیؓ کا ذکر کرتے تو بیٹھ کر رونے لگتے تھے۔

[تهذيب التهذيب (١/ ٣٠٨)]

لہذا ثابت ہوا یہ شیعہ رافضی تھا،جیساکہ سیدنا صدیق اکبر فاروق اعظم سے بغض رکھتا تھا اور سیدنا معاویہ کو بھرا بھلا کہتا تھا۔۔

اور یہ اصول ہے جب شیعہ بدعتی راوی ایسی روایت بیان کرے جو اس کے بدعت و مذہب کو تقویت دے وہ ہر گز قابل قبول نہیں ہوگی۔

شیعہ رافضی سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما کو اس بنیاد پر باغی قرار دیتے ہیں کہ ان کے بقول انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے پھر ان کی مخالفت کی۔

حافظ ابن حبان رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

وَلَيْسَ بَيْنَ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْ أَئِمَّتِنَا خِلَافٌ أَنَّ الصَّدُوقَ الْمُتْقِنَ إِذَا كَانَ فِيهِ بِدْعَةٌ، وَلَمْ يَكُنْ يَدْعُو إِلَيْهَا، أَنَّ الِاحْتِجَاجَ بِأَخْبَارِهِ جَائِزٌ، فَإِذَا دَعَا إِلَى بِدْعَتِهِ سَقَطَ الِاحْتِجَاجُ بِأَخْبَارِهِ، وَلِهَذِهِ الْعِلَّةِ مَا تَرَكُوا حَدِيثَ جَمَاعَةٍ مِمَّنْ كَانُوا يَنْتَحِلُونَ الْبِدَعَ، وَيَدْعُونَ إِلَيْهَا وَإِنْ كَانُوا ثِقَاتٍ.

امام ابو حاتمؒ نے فرمایا: ہمارے ائمۂ اہلِ حدیث کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کوئی راوی سچا، مضبوط اور نہایت قابلِ اعتماد ہو، اگرچہ اس میں کوئی بدعت موجود ہو، لیکن وہ اس بدعت کی دعوت نہ دیتا ہو، تو اس کی روایات سے استدلال کرنا جائز ہے۔ پھر جب وہ اپنی بدعت کی دعوت دینے لگے تو اس کی روایات سے استدلال ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے محدثین نے بعض ایسے لوگوں کی احادیث کو ترک کر دیا جو بدعات کے قائل تھے اور ان کی طرف لوگوں کو دعوت بھی دیتے تھے، اگرچہ وہ ثقہ راوی تھے۔ **[الثقات (٦/ ١٤٠)]**

تو قارئین اپ دیکھ سکتے ہیں اس روایت میں واضح ہے وہ اپنی بدعت کی دعوت کا کیسے پرچار کر رہے ہیں،اسے ہی دلیل پکڑ کے شیعہ و روافض سیدنا طلحہ و زبیر کو باغی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں،

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: «مَا أُبَالِي صَلَّيْتُ خَلْفَ الْجَهْمِيِّ الرَّافِضِيِّ أَمْ صَلَّيْتُ خَلْفَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، وَلَا يُسَلَّمُ عَلَيْهِمْ، وَلَا يُعَادُونَ، وَلَا يُنَاكَحُونَ، وَلَا يُشْهَدُونَ، وَلَا تُؤْكَلُ ذَبَائِحُهُمْ».

ابو عبد اللہ (امام احمد بن حنبل) نے فرمایا:میرے نزدیک اس میں کوئی فرق نہیں کہ میں کسی جہمی رافضی کے پیچھے نماز پڑھوں یا یہود و نصاریٰ کے پیچھے نماز پڑھوں۔ ان جہمیہ و رافضہ کو سلام نہ کیا جائے، نہ ان کی عیادت کی جائے، نہ ان سے نکاح کیا جائے، نہ انہیں گواہ بنایا جائے، اور نہ ان کا ذبح کیا ہوا جانور کھایا جائے۔

[كتاب خلق أفعال العباد للبخاري (٣٣)]

امام جوزجانی(المتوفی ۲۵۹) فرماتے ہیں:

وَمِنْهُمْ زَائِغٌ عَنِ الْحَقِّ، صَدُوقُ اللَّهْجَةِ، قَدْ جَرَى فِي النَّاسِ حَدِيثُهُ، إِذْ كَانَ مَخْذُولًا فِي بِدْعَتِهِ، مَأْمُونًا فِي رِوَايَتِهِ، فَهَؤُلَاءِ عِنْدِي لَيْسَ فِيهِمْ حِيلَةٌ إِلَّا أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَدِيثِهِمْ مَا يُعْرَفُ، إِذَا لَمْ يُقَوِّ بِهِ بِدْعَتَهُ، فَيُتَّهَمُ عِنْدَ ذَلِكَ.

امام جوزجانی راویوں کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:اور ان میں بعض ایسے ہیں جو حق سے ہٹے ہوئے ہیں، مگر اپنی بات میں سچے ہیں۔ لوگوں کے درمیان ان کی حدیث معروف اور رائج ہے، کیونکہ وہ اپنی بدعت کے معاملے میں تو ناکام و مردود ہیں، لیکن روایت کے معاملے میں امانت دار ہیں۔ میرے نزدیک ایسے لوگوں کے بارے میں کوئی چارہ نہیں، سوائے اس کے کہ ان کی وہی روایات قبول کی جائیں جو معروف (یعنی اہل علم کے نزدیک ثابت) ہوں، بشرطیکہ ان روایات سے ان کی بدعت کو تقویت نہ پہنچتی ہو۔ لیکن اگر ان کی روایت سے ان کی بدعت کو تقویت ملتی ہو، تو اس وقت ان پر (اس روایت کے بارے میں) تہمت لگائی جائے گی (یعنی اس روایت کو قابلِ اعتماد نہیں سمجھا جائے گا اور قبول نہیں کیا جائے گا)۔

[کتاب أحوال الرجال (۱۱)]

حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ (المتوفی ۶۴۳) فرماتے ہیں:

وَقَالَ قَوْمٌ: «تُقْبَلُ رِوَايَتُهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ دَاعِيَةً، وَلَا تُقْبَلُ إِذَا كَانَ دَاعِيَةً»، وَهَذَا مَذْهَبُ الْكَثِيرِ أَوِ الْأَكْثَرِ مِنَ الْعُلَمَاءِ. وَحَكَى بَعْضُ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خِلَافًا بَيْنَ أَصْحَابِهِ فِي قَبُولِ رِوَايَةِ الْمُبْتَدِعِ إِذَا لَمْ يَدْعُ إِلَى بِدْعَتِهِ، وَقَالَ: أَمَّا إِذَا كَانَ دَاعِيَةً فَلَا خِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي عَدَمِ قَبُولِ رِوَايَتِهِ.

حافظ ابن صلاح ؒ کہتے ہیں: بعض علماء نے کہا ہے: بدعتی کی روایت اس وقت قبول کی جائے گی جب وہ اپنی بدعت کی دعوت دینے والا نہ ہو، اور اگر وہ اپنی بدعت کی دعوت دینے والا ہو تو اس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔ یہی بہت سے، بلکہ اکثر علماء کا مذہب ہے۔ اور امام شافعیؒ کے بعض اصحاب نے یہ نقل کیا ہے کہ اگر بدعتی اپنی بدعت کی دعوت نہ دیتا ہو تو اس کی روایت قبول کرنے کے بارے میں شافعیہ کے درمیان اختلاف ہے، لیکن اگر وہ اپنی بدعت کی دعوت دینے والا ہو تو اس کی روایت قبول نہ کرنے کے بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

مزید فرمایا:

وَقَالَ أَبُو حَاتِمِ بْنُ حِبَّانَ الْبُسْتِيُّ أَحَدُ الْمُصَنِّفِينَ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ: «الدَّاعِيَةُ إِلَى الْبِدَعِ لَا يَجُوزُ الِاحْتِجَاجُ بِهِ عِنْدَ أَئِمَّتِنَا قَاطِبَةً، لَا أَعْلَمُ بَيْنَهُمْ فِيهِ خِلَافًا».

امام ابو حاتم ابن حبان البستیؒ، جو ائمۂ حدیث میں سے ایک بڑے مصنف ہیں، فرماتے ہیں:جو شخص بدعات کی طرف دعوت دینے والا ہو، ہمارے تمام ائمہ کے نزدیک اس سے دلیل پکڑنا (یعنی اس کی روایت کو حجت بنانا) جائز نہیں۔ اس مسئلے میں مجھے ان کے درمیان کسی اختلاف کا علم نہیں۔

اس موقف کے بعد ابن صلاحؒ کہتے ہیں:

وَهَذَا الْمَذْهَبُ الثَّالِثُ أَعْدَلُهَا وَأَوْلَاهَا

اور یہ تیسرا مذہب ان سب میں سب سے زیادہ معتدل اور سب سے زیادہ اختیار کیے جانے کے لائق ہے۔(کہ اس کی روایت اس کے مذہب کی تائید میں نا ہو)

[كتاب مقدمة ابن الصلاح = معرفة أنواع علوم الحديث - ت عتر (١١٥)]

لہذا یہ راوی شیعہ رافضی ہے، اور یہ روایت اس کے مذہب کے موافق ہونے کی بنا پر قابلِ قبول نہیں، جیسا کہ ہم اوپر اس کی تفصیل بیان کر چکے ہیں۔

واضح رہے، یہ روایت مرسل ہونے کے ساتھ ساتھ متصل روایت کے بھی خلاف ہے، جبکہ متصل روایت سے واضح ہے کہ یہ حضرات بیعت پر راضی نہ تھے بلکہ ان سے بیعت جبر و اکراہ کے ذریعے لی گئی، جیسا کہ ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ (دیکھیں اس کتاب کا صفحہ 9، 10)

نوٹ: یہ طبری کی روایتیں عربی متن کے لیے دیکھیں،(كتاب تاريخ الطبري = تاريخ الرسل والملوك، وصلة تاريخ الطبري ٤/ ٤٢٧) باب : خلافة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب

بارہویں روایت: کتاب السنہ، علیؓ کی بیعت مہاجرین و انصار و دیگر عوام نے مسجد میں کی۔۔۔؟

أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ الْكُوفِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَمْرُو بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عِيسَى بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِينَ قُتِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَامَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ، فَأَتَاهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ قُتِلَ، وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ إِمَامٍ، وَلَا نَجِدُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْكَ، أَقْدَمُ مَشَاهِدًا، وَلَا أَقْرَبُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ عَلِيٌّ: لَا تَفْعَلُوا، فَإِنِّي وَزِيرٌ خَيْرٌ مِنِّي أَنْ أَكُونَ أَمِيرًا. فَقَالُوا: لَا وَاللَّهِ، مَا نَحْنُ بِفَاعِلِينَ حَتَّى نُبَايِعَكَ. قَالَ: فَفِي الْمَسْجِدِ؛ فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي بَيْعَتِي أَنْ تَكُونَ خَفِيًّا، وَلَا تَكُونُ إِلَّا لِمَنْ رَضِيَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. قَالَ: فَقَامَ سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ: فَلَقَدْ كَرِهْتُ أَنْ يَأْتِيَ الْمَسْجِدَ، كَرَاهِيَةَ أَنْ يُشَغَّبَ عَلَيْهِ، وَأَبَى هُوَ إِلَّا الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا دَخَلَ جَاءَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ فَبَايَعُوا، وَبَايَعَ النَّاسُ.

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے۔ اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا: یہ شخص (عثمان رضی اللہ عنہ) شہید کر دیا گیا ہے، اور لوگوں کے لیے کسی امام (خلیفہ) کا ہونا ناگزیر ہے۔ ہم اس منصب کا آپ سے زیادہ حق دار کسی کو نہیں پاتے، کیونکہ آپ اسلام میں سابق ترین لوگوں میں سے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے قرابت میں بھی سب سے زیادہ قریب ہیں۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، کیونکہ میرا وزیر (مشیر و معاون) ہونا، میرے امیر (خلیفہ) ہونے سے بہتر ہے۔انہوں نے کہا:اللہ کی قسم! ہم ایسا نہیں کریں گے، یہاں تک کہ آپ کی بیعت کریں۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر (بیعت) مسجد میں ہوگی، کیونکہ مناسب نہیں کہ میری بیعت خفیہ طور پر ہو، بلکہ وہ صرف ان مسلمانوں کی رضامندی سے ہونی چاہیے جو اسے قبول کریں۔ محمد بن حنفیہ بیان کرتے ہیں کہ سالم بن ابی الجعد نے یہ روایت بیان کی، پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:اللہ کی قسم! مجھے یہ بات ناگوار تھی کہ علی مسجد جائیں، اس اندیشے سے کہ کہیں ان کے خلاف شور و ہنگامہ نہ برپا کر دیا جائے۔ لیکن انہوں نے مسجد ہی جانے پر اصرار کیا۔ پھر جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو مہاجرین اور انصار نے ان کی بیعت کی، اور پھر عام لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔"

(كتاب السنة لأبي بكر بن الخلال رقم الحديث ٦٢٣، محقق: «في إسناده ضعف»)

لہذا یہ روایت ضعیف ہے السنہ کے محققین نے بھی اس پے ضعیف کا حکم لگایا ہے۔

اس روایت کے راوی عمرو بن حماد بن طلحہ پر رافضی ہونے کی جرح موجود ہے، اور ائمۂ جرح و تعدیل نے ذکر کیا ہے کہ وہ سیدنا عثمانؓ کے بارے میں نازیبا گفتگو کرتا تھا۔

حافظ ابن حجر نے کہا:

صَدُوقٌ رُمِيَ بِالرَّفْضِ.

صدوق تھا،اس پر رفض(رافضی تھا) کی نسبت کی گئی ہے۔

[تقریب التهذیب (۱/ ۷۳۳)]

امام ابوداؤد (المتوفی۲۷۵) نے کہا:

أَبو داوُدَ: كانَ مِنَ الرَّافِضَةِ، ذَكَرَ عُثْمانَ بِشَيْءٍ، فَطَلَبَهُ السُّلْطانُ فَهَرَبَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ رافضیوں میں سے تھا۔ اس نے حضرت عثمانؓ کے بارے میں ایک (نازیبا) بات کہی، جس پر سلطان نے اسے طلب کیا، تو وہ فرار ہوگیا۔

امام ساجی (المتوفی۳۰۷) نے کہا:

السَّاجِيُّ: عِنْدَهُ مَنَاكِيرُ، يُتَّهَمُ فِي عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ.

امام ساجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے بعض منکر روایات مروی ہیں، اور سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اس پر طعن و تنقیص کا الزام تھا۔

[تهذیب التهذیب (۳/ ۲۶۵)]

اس کا دوسرا راوی سالم بن أبي الجعد تیسرے طبقہ کا مدلس تھا۔ حوالہ تعریف أهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس تحقیق وتعلیق د. عاصم بن عبدالله القريوتي نے ص 31 پر حاشیے نمبر 48 میں اس کو 3 طبقہ کا مدلس کہا ہے۔ دوسرا حوالہ التدليس في الحديث حقيقته وأقسامه وأحكامه ومراتبه والموصوفون به إعداد
د مسفر بن غرم الله الدميني ص 299 پر 3طبقہ کا مدلس کہا ہے۔

اور اس روایت کا تیسرا و چوتھا روای، حسین اور اس کے والد عیسی دونوں مجھول الحال ہیں،

تیرویں روایت: کتاب السنہ للخلال لوگ سب سے بہتر یعنی سیدنا علی پے جمعہ ہوئے۔؟

وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ أَنَّ الْفَضْلَ بْنَ زِيَادٍ حَدَّثَهُمْ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ عَوْفٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ الْحَسَنِ، فَكَانَ ثَمَّ رَجُلٌ انْتَقَصَ أَبَا مُوسَى بِاتِّبَاعِهِ عَلِيًّا، فَغَضِبَ الْحَسَنُ، ثُمَّ قَالَ: سُبحَانَ اللَّهِ! قُتِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانُ، فَاجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى خَيْرِهِمْ فَبَايَعُوهُ، أَفَيُلَامُ أَبُو مُوسَى وَأَتْبَاعُهُ؟

عوف بن ابی جمیلہ کہتے ہیں میں حسن بصری کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں ایک شخص موجود تھا جس نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ پر حضرت علیؓ کی پیروی کرنے کی وجہ سے تنقید کی۔ اس پر حسن غضب ناک ہوئے اور فرمایا: سبحان اللہ! امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ شہید کر دیے گئے، پھر لوگ اپنے سب سے بہتر شخص (حضرت علیؓ) پر جمع ہوئے اور ان کی بیعت کر لی، تو کیا ابو موسیٰؓ اور ان کے ساتھیوں پر ملامت کی جائے گی؟۔

(كتاب السنة لأبي بكر بن الخلال،رقم الحديث ٦٥١،ضعيف)

یہ روایت ضعیف ہے اس میں محمد بن حسین مجہول ہے،

عوف بن ابی جمیلہ اعرابی شیعہ شیطان رافضی ہے،(دیکھیں اسی کتاب کا صفحہ 24 تا 25)

اس سند میں عبدالرزاق بن ہمام بن نافع موجود ہیں، جن پر رفض و تشیع کی جرح کی گئی ہے۔ وہ فضائلِ اہلِ بیت کے باب میں بعض منکر روایات بیان کرتے تھے اور سیدنا معاویہؓ پر تعریض کرتے تھے، اگرچہ بعض اہلِ علم نے ان کے رجوع کا بھی ذکر کیا ہے۔

امام بخاری(المتوفی ۲۵۶)عبدالرزاق بن ہمام کے بارے فرماتے ہیں:

ما حَدَّثَ مِنْ كِتَابِهِ فَهُوَ أَصَحُّ.

جو روایات انہوں نے اپنی کتاب سے بیان کی ہیں، وہ صحیح ہیں۔

(التاريخ الكبير للبخاري - ت المعلمي اليماني، ٦/ ١٣٠)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۳) فرماتے ہیں:

يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: قَالَ لِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ: «اكْتُبْ عَنِّي وَلَوْ حَدِيثًا وَاحِدًا مِنْ غَيْرِ كِتَابٍ». فَقُلْتُ: «لَا، وَلَا حَرْفًا».

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: عبدالرزاق نے مجھ سے کہا: میری کتاب دیکھے بغیر بھی مجھ سے ایک حدیث ہی لکھ لو میں نے جواب دیا: نہیں، ایک حدیث تو کیا، میں ایک حرف بھی کتاب کے بغیر نہیں لکھوں گا۔

(کتاب الجرح والتعدیل - اللاحم ۱۲۷)

جب امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے صراحت فرمائی کہ عبدالرزاق سے ان کی کتاب کے علاوہ ایک حرف بھی نہیں لیا جائے گا، تو ایسی روایت جو مصنف عبدالرزاق میں موجود نہ ہو، ان کے معیار کے مطابق قابلِ احتجاج نہیں رہتی۔

مزید بر آں، امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی فرمایا: «ما حدث من کتابہ فھو أصح» یعنی عبدالرزاق نے جو روایات اپنی کتاب سے بیان کی ہیں، وہ زیادہ صحیح ہیں۔ لہٰذا جب یہ روایت ان کی کتاب میں موجود نہیں، تو اس کی قوتِ استدلال مزید محلِ نظر ہو جاتی ہے۔

چودھویں روایت: کتاب فضائل الصحابہ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: نَا مُحَمَّدٌ، يَعْنِي: ابْنَ رَاشِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَوْفٌ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ الْحَسَنِ، فَذَكَرُوا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ ابْنُ جَوْشَنَ الْغَطَفَانِيُّ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، إِنَّمَا أَزْرِي بِأَبِي مُوسَى اتِّبَاعَهُ عَلِيًّا، قَالَ: فَغَضِبَ الْحَسَنُ حَتَّى تَبَيَّنَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ، قَالَ: فَمَنْ يَتَّبِعُ؟ قُتِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانُ مَظْلُومًا، فَعَمَدَ النَّاسُ إِلَى خَيْرِهِمْ فَبَايَعُوهُ، فَمَنْ يَتَّبِعُ؟ حَتَّى رَدَّهَا مِرَارًا.

عوف نے کہا: میں حسن بصری کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام کا ذکر ہونے لگا۔ اس پر ابنِ جوشن غطفانی نے کہا: اے ابو سعید! میں تو ابو موسیٰ (اشعری) پر صرف اس وجہ سے اعتراض کرتا ہوں کہ انہوں نے علی کا ساتھ دیا تھا۔ یہ سن کر حسن اس قدر غضب ناک ہوئے کہ ان کے چہرے پر غصہ نمایاں ہو گیا۔ پھر انہوں نے فرمایا: پھر وہ کس کا ساتھ دیتے؟ امیر المؤمنین عثمان کو مظلومانہ طور پر قتل کر دیا گیا، پھر لوگوں نے اپنے سب سے بہتر شخص کی طرف رجوع کیا اور ان کی بیعت کر لی۔ پھر وہ کس کا ساتھ دیتے؟ حسن بصری یہ جملہ بار بار دہراتے رہے۔۔

(کتاب فضائل الصحابۃ لأحمد بن حنبل، ۲/ ۵۷۶، ضعیف)

لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ اس کی سند میں عوف بن ابی جمیلہ موجود ہے، جس کا تفصیلی تعارف و کلام صفحہ 24 تا 25 پر گزر چکا ہے، نیز عبدالرزاق بن ہمام کا تذکرہ بھی صفحہ 36 تا 37 پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

ایک اور روایت فضائل صحابہ سے

حدثنا عبد الله قال حدثني أبي قثنا اسحاق بن يوسف قثنا عبد الملك يعني ابن أبي سليمان (١) عن سلمة بن كهيل عن سالم بن أبي الجعد عن محمد بن الحنفية (١٠٣/أ) قال كنت مع علي وعثمان محصور قال فأتاه رجل فقال ان أمير المؤمنين مقتول ثم جاء آخر فقال ان أمير المؤمنين مقتول الساعة، قال: فقام (٢) علي قال محمد فأخذت بوسطه تخوفا عليه فقال خل لا أم لك قال فأتى علي الدار وقد قتل الرجل فأتى داره فدخلها وأغلق عليه بابه فأتاه الناس فضربوا عليه الباب فدخلوا عليه فقالوا إن هذا الرجل قد قتل ولا بد للناس من خليفة ولا نعلم أحدا أحق بها منك فقال لهم علي: لا تريدوني فاني لكم وزير خير مني لكم أمير فقالوا لا والله ما نعلم أحدا أحق بها منك قال فإن أبيتم علي فإن بيعتي لا تكون سرا ولكن أخرج إلى المسجد فمن شاء أن يبايعني بايعني قال فخرج إلى المسجد فبايعه الناس

(فضائل صحابہ احمد بن حنبل نمبر 969 ضعیف)

عبد اللہ نے روایت کیا، انہوں نے کہا: میرے والد نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا: اسحاق بن یوسف نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا: عبد الملک یعنی ابن ابی سلیمان نے، سلمہ بن کہیل سے، انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے، انہوں نے محمد بن حنفیہ سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں:

''میں سیدنا علیؓ کے ساتھ تھا، جبکہ سیدنا عثمانؓ کا گھر محاصرے میں تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا: 'امیر المؤمنین قتل کر دیے گئے ہیں۔' پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا: 'ابھی اسی وقت امیر المؤمنین قتل کر دیے گئے ہیں۔'

یہ سن کر سیدنا علیؓ کھڑے ہو گئے۔ محمد بن حنفیہ کہتے ہیں: میں نے ان کی کمر پکڑ لی، اس خوف سے کہ ان کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ تو سیدنا علیؓ نے فرمایا: 'مجھے چھوڑ دو، تمہاری ماں تمہیں گم کرے!'

پھر سیدنا علیؓ اس گھر کے پاس پہنچے، مگر اس وقت تک سیدنا عثمانؓ شہید ہو چکے تھے۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر واپس آئے، اندر داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا۔

پھر لوگ ان کے پاس آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب وہ اندر آئے تو کہنے لگے: 'یہ شخص (عثمانؓ) قتل کر دیے گئے ہیں، اور لوگوں کے لیے کسی خلیفہ کا ہونا ضروری ہے، اور ہم آپ سے زیادہ اس منصب کا کوئی حق دار نہیں جانتے۔'

سیدنا علیؓ نے فرمایا: 'مجھے (خلیفہ) نہ بناؤ، کیونکہ تمہارا وزیر ہونا میرے نزدیک تمہارا امیر بننے سے بہتر ہے۔'

لوگوں نے کہا: 'اللہ کی قسم! ہم آپ سے زیادہ اس منصب کا کسی کو حق دار نہیں جانتے۔'

سیدنا علیؓ نے فرمایا: 'اگر تم اس کے بغیر نہیں مانتے، تو میری بیعت خفیہ طور پر نہیں ہوگی، بلکہ میں مسجد میں جاؤں گا، پھر جو شخص چاہے میری بیعت کرے۔'

محمد بن حنفیہ کہتے ہیں: پھر سیدنا علیؓ مسجد تشریف لے گئے، اور لوگوں نے وہاں آپ کی بیعت کی۔

علت نمبر 1

عبد الملك بن أبي سليمان ميرة أبو محمد العرزمي

وفي كتاب الساجي عن أحمد وكان سي الحفظ

اور امام ساجی کی کتاب میں (ذکر ہے کہ) امام احمد نے فرمایا: 'وہ (راوی) خراب حافظے والا تھا۔''

وكان شعبة يضعفه والثوري

اور امام شعبہ بن الحجاج اور سفیان ثوری نے اس کو ضعیف کہا

إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال باحری الحنفی صفحہ س314تا315

علت نمبر 2

صفحہ نمبر 35 پر مکمل بیان کیا گیا سالم بن ابی الجعد مدلس کا عنعنہ ہے 3طبقہ کا راوی تھا جس کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے سماع کی تصریح نہیں کی اول تو اس کے راوی کا حافظہ خراب تھا اب یہ نہیں پتا اس نے کب بیان کی حافظہ خراب ہونے سے پہلے یا بعد میں اوپر سے متقدمین ائمہ نے اس کو ضعیف کہا عبد الملك بن أبي سليمان ميرة أبو محمد العرزمي کو

مناظرہ ابن عباس اور اس کی حقیقت

کچھ لوگ مناظرہ ابن عباس پیش لرتے ہیں اور دلیل کے طور پر کے سیدنا علی کی بعیت مہاجرین و انصار کی تھی اس لیے ابن عباس مہاجرین کی طرف سے ہوکر گئے تھے ان پاس
اول تو متن میں ترجمہ غلط کرتے ترجمہ صیح کچھ یوں ہے کے قال ابن عباس میں تمہارے پاس مہاجرین اور انصار صحابہ کرام بھی ان کے پاس سے آیا ہوں تاکہ تمہارے پاس ان کی جانب سے جو خبر میں پہنچ رہی ہیں ، ان کی حقیقت حال تم تک پہنچاؤں۔ ان لوگوں کی موجودگی میں قرآن نازل ہوا ہے اور وہ لوگ وہی کو تم سے بہتر طریقے سے جانتے ہیں اور ان کے متعلق ہی یہ حکم نازل ہوا ہے اور تم میں ان میں سے کوئی
نہیں ہے۔ تو ایک شخص بولا تم قریش سے بلاوجہ مت جھگڑو۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے

حوالہ المستدرک علی الصحیحین جلد 2 تصنیف لِلامام الحافظ ابي عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیسابوري مترجم اجد الشیخ الحافظ ابي الفضل محمد شفیق الرحمن القادري الرضوي

دوائم اس روایت کی سند بھی ضعیف ہے
اس میں ابو ذر سے ایک حدیث کا ذکر ہے۔ میں کہتا ہوں مصنف نے اس پر سکوت : کیا ہے، حالانکہ اس کی سند میں عکرمہ بن عمار ہیں، جن پر کلام کیا گیا ہے۔ امام بیہقی نے "باب" مش الفرج بظہر الکف میں کہا ان پر یحیی القطان اور امام احمد بن حنبل نے جرح کی ہے، اور امام بخاری نے انہیں بہت زیادہ ضعیف قرار دیا ہے۔ اور "باب الکسر بالماء" میں کہا: عمر کے آخری حصے میں ان کا حافظہ مختلط ہو گیا تھا اور یادداشت خراب ہو گئی تھی، لہٰذا انہوں نے ایسی روایات بیان کیں جن میں ان کی متابعت نہیں کی گئی۔
لحاظہ جب اس راوی کا حافظہ ہی اتنا خراب ہے ہوگیا تو کس دلیل سے ہم حجت لیں نا پتا اس نے کب بیان کی جب اختلاط کا شکار ہوا تب یا نہیں اور یہ راوی اس درجہ کا معتبر راوی بھی نہیں جس کی روایت کو قبول کیا جائے اس کی معتبر توثیق نہیں ملتی وایسے بھی جرح و تعدیل میں جرح کو مقدم رکھا جاتا ہے

حوالہ الجزء الرابع السنن الكبرية لامام المحدثين الحافظ الجليل أبي بكر احمد بن الحسين ابن علی البیهقي المتوفی سنة ثمان و خمسين واربعمائة رضي الله عنه طبعه اول حيدرآباد الهند صفحه 307

کیا مروان نے علی بن ابی طالب کی بعیت کی؟

حدثنا سعيد قال : نا عبد العزيز بن محمد عن جعفر بن محمد عن أبيه عن علي بن حسين أن
مروان بن الحكم قال له وهو أمير بالمدينة : ما رأيت أحدا أحسن غلبة من أبيك علي بن
أبي طالب ، ألا أحدثك عن غلبته إيانا يوم الجمل ؟ قلت الأمير أعلم ، قال : لما التقينا
يوم الجمل تواقفنا . ثم حمل بعضنا على بعض ، فلم ينشب أهل البصرة أن انهزموا ، فصرخ
صارخ
ه لعلي : لا يقتل مدبر، ولا يذقف على جريح، و من اغلق عليه باب داره فهو آمن ، و من
طرح السلاح آمن ، قال مروان : و قد كنت دخلت دار فلان ثم أرسلت إلى حسن و
حسين ابني علي ، و عبد الله بن عباس ، و عبد الله ان جعفر فكلموه : قال : هو آمن فليتوجه
حيث شاء، فقلت لا و الله ما
تطيب نفسي حتى أبايعه فبايعته ثم قال : اذهب حيث شئت . عن أبيه عن علي بن حسين
أن مروان بن الحكم قال له وهو أمير بالمدينة : ما رأيت أحدا أحسن غلبة من أبيك
علي بن أبي طالب ، ألا أحدثك عن غلبته إيانا يوم الجمل ؟ قلت الأمير أعلم ، قال : لما
التقينا يوم الجمل تواقفنا . ثم حمل بعضنا على بعض ، فلم ينشب أهل البصرة أن انهزموا ،
فصرخ صارخ
ه لعلي : لا يقتل مدبر، ولا يذقف على جريح، و من اغلق عليه باب داره فهو آمن ، و من
طرح السلاح آمن ، قال مروان : و قد كنت دخلت دار فلان ثم أرسلت إلى حسن و
حسين ابني علي ، و عبد الله بن عباس ، و عبد الله ان جعفر فكلموه : قال : هو آمن فليتوجه
حيث شاء، فقلت لا و الله ما
تطيب نفسي حتى أبايعه فبايعته ثم قال : اذهب حيث شئت .

كتاب السني تاليف الامام الحافظ سعيد بن منصور بن شعبه الخراساني المكي المتوفى سنة ٢٢٧

صفحه ٣٨٩تا ٣٩٠

ہم سے سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد العزیز بن محمد نے روایت کیا، وہ جعفر بن محمد سے وہ اپنے والد سے، وہ علی بن حسین سے روایت کرتے ہیں کہ مروان بن حکم نے جب وہ مدینہ کا امیر تھا، ان سے کہا: میں نے تمہارے والد علی بن ابی طالب سے بڑھ کر فتح کے بعد حسن سلوک کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ کیا میں تمہیں اس غلبے کا واقعہ نہ سناؤں جو جنگ جمل کے دن اس نے ہم پر حاصل کیا تھا؟ میں نے کہا: امیر بہتر جانتا ہے۔ مروان نے کہا: جب جنگ جمل کے دن ہمارا اور ان کا آمنا سامنا ہوا تو دونوں لشکر مقابل ہوئے، پھر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے، اور زیادہ دیر نہ گزری کہ اہل بصرہ شکست کھا گئے۔ اس وقت علی کی طرف سے ایک اعلان کرنے والے نے پکار کر کہا: کوئی بھاگنے والا قتل نہ کیا جائے، کسی زخمی کو ختم نہ کیا جائے، جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ امن میں ہے اور جو ہتھیار ڈال دے وہ بھی امن میں ہے۔ مروان کہتے ہیں: میں فلاں شخص کے گھر میں داخل ہو گیا تھا، پھر میں نے حسن و حسین علی کے دونوں بیٹوں اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ علی سے میرے بارے میں بات کریں۔ انہوں نے علی سے گفتگو کی تو علی نے فرمایا: وہ امان میں ہے، جہاں چاہے چلا جائے۔ مروان کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کی قسم میرا دل اس وقت تک مطمئن نہیں ہوگا جب تک میں ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کر لوں، چنانچہ میں نے ان کی بیعت کر لی پھر علی نے فرمایا: اب جہاں چاہو چلے جاؤ۔"

(كتاب السنن تاليف الامام الحافظ سعيد بن منصور بن شعبه الخراساني المكي المتوفى سنة ٢٢٧ صفحہ ٣٨٩تا ٣٩٠ ضعيف)

علت نمبر 1 عبدالعزیز بن محمد الدراورع

عبدالعزیز کی یہ روایت جھوٹی ہے جب راوی اس سے بیان کرتا تو یہ نہیں کہتا اس کی کتاب سے لکھا بلکہ کہتا اس نے بیان کیا امام احمد بن حنبل کہتے یہ جھوٹی روایات بیان کرتا تھا اور جب اپنے حافظے کی بنیاد پر بیان کرے تو یہ کوئی چیز نہیں ہے اور امام ابوزرعہ کہتے ہیں اس کا حافظہ خراب ہوگیا تھا (اب یہ بھی معلوم نہیں اس نے یہ روایت کب بیان کی ہو اس لیے بھی یہ روایت حجت نہیں) امام ابو حاتم کہتے اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا

میزان الاعتدال مترجم ج 4 صفحہ 335

علت نمبر 2 جعفر صادق

ابن سعد نے کہا:
جعفر کثیر الحدیث تھے، لیکن ان کی حدیث کو حجت نہیں بنایا جاتا تھا اور انہیں ضعیف قرار دیا جاتا تھا
درآوردی نے کہا:
امام مالک نے جعفر سے اس وقت تک روایت نہیں کی جب تک بنی عباس کی حکومت ظاہر نہیں ہوئی۔
مصعب زبیری نے کہا:
امام مالک جعفر سے روایت نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ ان کے ساتھ کسی دوسرے راوی کو بھی ملا لیتے تھے (یعنی اکیلے ان کی روایت پر اعتماد نہیں کرتے تھے)۔"
ابن مدینی کہتے ہیں:
یحییٰ بن سعید سے جعفر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: میرے دل میں ان کے بارے میں کچھ تردد ہے، اور مجالد مجھے ان سے زیادہ پسند ہیں

تھذیب التھذیب المجلد الأول صفحہ ۴۴۴

جعفر بن محمد بن علي بن الحسين

قال المروذي: سألت أحمد عن جعفر بن محمد، فقال: قد روى عنه يحيى ولينه.

قال الميموني عن أحمد: جعفر بن محمد ضعيف الحديث، مضطرب.

جعفر بن محمد بن علی بن الحسین کے بارے میں:

امام مروذی کہتے ہیں:"میں نے امام احمد بن حنبل سے جعفر بن محمد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: 'امام یحیٰی (بن سعید القطان) نے ان سے روایت کی ہے، لیکن انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔'" امام میمونی امام احمد بن حنبل سے نقل کرتے ہیں:

"جعفر بن محمد حدیث میں ضعیف ہے اور اس کی روایات مضطرب (اضطراب والی) ہیں۔"

التذييل على كتاب هذيب التهذيب للحافظ ابن حجر العسقلاني صفحه ٦٠

یہ روایت بھی ضعیف ثابت ہوئی

نافع مولی عبداللہ بن عمر کا سیدنا معاویہ کو چوتھا خلیفہ تسلیم کرنا

حدثنا عبد الله قال: حدثنا محمد قال: حدثني عبد الرحمن بن شيبة قال: حدثنا عبد الله المخزومي عن نافع بن أبي نعيم عن نافع مولى ابن عمر قال: كان النبي ﷺ بالمدينة عشر سنين، ثم توفي، فكان أبو بكر رضي الله عنه سنتين وسبعة أشهر، وكان عمر رضي الله عنه عشر سنين وخمسة أشهر، وكان عثمان رضي الله عنه ثنتي عشرة سنة، وكانت فتنة معاوية رضي الله عنه بينه وبين علي رضي الله عنه أربع سنين، ثم ولي معاوية عشرين سنة إلا شهرين، وكان يزيد بن معاوية أربع سنين إلا شهرا.

اردو ترجمہ:

عبد اللہ نے ہم سے روایت کی، انہوں نے کہا: محمد نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا: مجھ سے عبد الرحمن بن شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے عبد اللہ مخزومی نے، نافع بن ابی نعیم کے واسطے سے، نافع مولیٰ ابن عمر سے روایت کی کہ:

رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال قیام پذیر رہے، پھر آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔ اس کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ دو سال اور سات ماہ تک (خلیفہ) رہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دس سال اور پانچ ماہ تک رہے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بارہ سال تک (خلیفہ) رہے۔ پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان چار سال تک فتنہ رہا۔ اس کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیس سال، دو ماہ کم، حکومت کی۔ اور ان کے بعد یزید بن معاویہ نے چار سال، ایک ماہ کم، حکومت کی۔

نوٹ سیدنا عثمان بعد خلافت کا ذکر نام معاویہ رضی اللہ عنہ سے کیا

حوالہ التاریخ الأوسط صفحہ 110 تا 111

شیخ الاسلام من اہل شام ابن شہاب کا چوتھ خلیفہ سیدنا معاویہ کو تسلیم کرنا

حدثنا عبد الله قال: حدثنا محمد قال: حدثنا إسماعيل بن أبي أويس قال: حدثني ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب قال: عاش أبو بكر رضي الله عنه بعد أن استخلف سنتين وأشهراً، وعمر رضي الله عنه عشر سنين حجها كلها، وعثمان رضي الله عنه اثنتي عشرة سنة حجها كلها إلا سنتين، ومعاوية رحمه الله عشرين سنة إلا أشهراً، حج حجتين، ويزيد ثلاث سنوات وأشهراً.

اردو ترجمہ:

عبد اللہ نے ہم سے روایت کی، انہوں نے کہا: محمد نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا: اسماعیل بن ابی اویس نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا: مجھ سے ابن وہب نے، انہوں نے یونس سے، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کی کہ:

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خلافت سنبھالنے کے بعد دو سال اور چند ماہ زندہ رہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دس سال تک (خلیفہ) رہے، اور اس مدت میں ہر سال حج کیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بارہ سال تک (خلیفہ) رہے، اور ان بارہ برسوں میں دو سال کے علاوہ ہر سال حج کیا۔ سیدنا معاویہ رحمہ اللہ تقریباً بیس سال، چند ماہ کم، حکومت کرتے رہے، اور اس مدت میں دو مرتبہ حج کیا۔ ان کے بعد یزید نے تین سال اور چند ماہ حکومت کی۔

- نا الحسين بن صفوان، نا عبد الله بن أحمد، نا رحموية، نا إبراهيم بن سعد، نا ابن شهاب:

أن أبا بكر وعمر رضي الله عنهما كانا يجعلان دية اليهودي والنصراني إذا كانا معاهدين دية الحر المسلم، وكان عثمان ومعاوية لا يقيدان المشرك من المسلم.

حوالہ التاريخ الأوسط المجلد الأول صفحہ 110

اردو ترجمہ:

3217 - حسین بن صفوان نے ہم سے روایت کی، انہوں نے کہا: عبد اللہ بن احمد نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا: رحمویہ نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا: ابراہیم بن سعد نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا: ابن شہاب نے روایت کیا کہ:

سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما، اگر کوئی یہودی یا نصرانی معاہد (ذمی) ہوتا، تو اس کی دیت آزاد مسلمان کی دیت کے برابر مقرر کرتے تھے۔ اور سیدنا عثمان اور سیدنا معاویہ کے زمانے میں یہ حکم تھا کہ کسی مسلمان کے بدلے کسی مشرک کو قصاص میں قتل نہیں کیا جاتا تھا۔

نوٹ اس میں بھی سیدنا عثمان بعد سیدنا معاویہ کا ذکر کیا گیا

حوالہ سنن الدارقطني الجزء الثالث صفحہ 98

تابعی کبیر امام قتادہ چوتھہ خلیفہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مانتے تھے

حدثنا عبد الله قال: حدثنا محمد قال: ثنا أبي قال: سمعت قتادة يقول:
ولي أبو بكر سنتين وستة أشهر، وولي عمر عشر سنين وستة أشهر وثمانية عشر يوماً، وولي عثمان ثنتي عشرة سنة غير اثني عشر يوماً، وكانت الفتنة خمس سنين، وولي معاوية عشرين سنة، وولي يزيد بن معاوية ثلاث سنين وأشهراً.

اردو ترجمہ:

عبد اللہ نے ہم سے روایت کی، انہوں نے کہا: محمد نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا: میرے والد نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں نے قتادہ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

"سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ دو سال اور چھ ماہ تک (خلیفہ) رہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دس سال، چھ ماہ اور اٹھارہ دن تک (خلیفہ) رہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بارہ سال، بارہ دن کم، (خلیفہ) رہے۔ پھر پانچ سال تک فتنہ رہا۔ اس کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیس سال تک حکومت کرتے رہے، اور ان کے بعد یزید بن معاویہ تین سال اور چند ماہ تک حکومت کرتا رہا۔"

نوٹ سیدنا عثمان بعد سیدنا معاویہ کو خلیفہ کہا درمیان والے وقت کو فتنا اور کسی کو خلیفہ نہیں کہا

حوالہ التاریخ الأوسط المجلد الأول صفحہ 195

علماء مغرب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ تسلیم کرتے تھے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں
وكان كثير من خطباء المغرب يذكرون أبا بكر وعمر وعثمان، ويربعون بذكر معاوية، لا يذكرون علياً. قالوا: لأن هؤلاء اتفق المسلمون على إمامتهم دون علي، لا يخرج عن أهل السنة.

اردو ترجمہ:

"مغرب (شمالی افریقہ و اندلس مراکش تیونس) کے بہت سے خطباء اپنے خطبوں میں ابو بکر، عمر اور عثمان کا ذکر کرتے تھے، اور چوتھے نمبر پر معاویہ کا ذکر کرتے تھے، جبکہ علی کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے: اس لیے کہ ان حضرات کی امامت پر مسلمانوں کا اتفاق تھا، بخلاف علی کے۔ اور (ان کے نزدیک) ایسا کرنے والا اہلِ سنت سے خارج نہیں ہوتا۔"

حوالہ منهاج السنة النبوية تحقيق الدكتور محمد رشاد سالم الجزء الرابع- صفحہ ۱۶۳ -

علماء محدثین اندلس علماء محدثین شام کثیر علماء بنوامیہ محدثین بصرہ چوتھا خلیفہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو تسلیم کرنے کرتے تھے

لیکن اس کے باوجود وہ کہتے ہیں: بے شک وہ زمانہ فتنہ اور تفرقے کا زمانہ تھا، اس وقت نہ کوئی متفقہ امام جماعت تھا اور نہ کوئی خلیفہ۔ یہ قول بہت سے اہل حدیث علماء نے کہا، خصوصاً بصرہ، شام اور اندلس کے علماء نے۔ اندلس میں بنو امیہ میں سے بھی بہت سے لوگ اسی رائے کے قائل تھے۔ وہ علی بن ابی طالب پر رحم کی دعا کرتے اور ان کی تعریف بھی کرتے تھے ، لیکن کہتے تھے کہ وہ خلیفہ نہیں تھے، بلکہ خلیفہ وہ ہوتا ہے جس پر لوگ متفق ہو جائیں، اور لوگوں کا علی بن ابی طالب پر اتفاق نہیں ہوا۔ ان میں سے بعض لوگ جمعہ کے خطبے میں معاویہ بن ابی سفیان کو چوتھے نمبر پر ذکر کرتے تھے، یعنی پہلے تین (خلفاء) کا ذکر کرتے اور چوتھے کے طور پر معاویہ کا نام لیتے، جبکہ علی بن ابی طالب کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ وہ اس کی دلیل یہ دیتے تھے کہ معاویہ بن ابی سفیان پر لوگوں کا اتفاق ہو گیا تھا، جب حسن بن علی نے ان کی بیعت کی، جبکہ علی بن ابی طالب پر مسلمانوں کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اسی بنا پر وہ کہتے تھے : ہم نے معاویہ کو چوتھا شمار کیا ہے۔"

حوالہ منہاج السنۃ النبویۃ تحقیق الدکتور محمد رشاد سالم الجزء الرابع- صفحہ 401تا402

خلافت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ پر اجماع

حدثنا أبو زرعة قال: حدثني عبد الرحمن بن إبراهيم عن الوليد بن مسلم عن سعيد بن عبد العزيز قال: لما قتل عثمان، واختلف الناس، لم تكن للناس غازية، ولا صائفة، حتى اجتمعت الأمة على معاوية سنة أربعين، وسموها سنة الجماعة.

اردو ترجمہ:

ابو زرعہ نے ہم سے روایت کی، انہوں نے کہا: مجھ سے عبد الرحمن بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے ولید بن مسلم سے، انہوں نے سعید بن عبد العزیز سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا:

"جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے اور لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا، تو مسلمانوں کی نہ کوئی گرمیوں کی فوجی مہم (صائفہ) روانہ ہوتی تھی اور نہ سردیوں کی (غازیہ)، یہاں تک کہ 40 ہجری میں پوری امت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر متحد ہو گئی، اور اس سال کو 'عام الجماعہ' (اتحاد کا سال) کا نام دیا گیا۔"

تاریخ ابی زرعة الدمشقي ص41

تألیف الامام الحافظ عبد الرحمن بن عمرو بن عبد الله بن صفوان

النصري الترا سنة ٢٨١ھ

مزید روایت صحیح سند صحابہ کا اجماع خلافت معاویہ پر

اکابرین امت کی جانب سے تائید
سیدنا حسن کی صلح ہذا کے بعد سیدنا معاویہ ملیلہ کا برحق خلیفہ ہوتا اس دور کے تاریخی مسلمات میں سے ہے۔ کیونکہ اس دور کے اہل حل و عقد کا اجتماع حضرت امیر معاویہ ان کا پر منعقد ہو گیا تھا اور اس مسئلہ خلافت میں دیگر کوئی شخص اس وقت مشارک اور مدافع بھی موجود نہیں تھا اس بنا پر حضرت سیدنا حسن کی مصالحت ہذا کے بعد حضرت امیر معاویہ خلیفہ برحق ٹھہرے اور اکابرین امت میں سے علی احموم کسی نے اختلاف نہیں کھڑا کیا اور اگر بعض افراد نے انفرادی طور پر اختلاف کیا ہے تو وہ کثیر امت اور اہل حل و مقعد کے مقابلہ میں تکلیل وشاذ کا حکم رکھتا ہے جس کا کوئی وزن اور اعتبار نہیں (اللاکثر حکم الکل)
چنانچہ ہم تابعین میں سے امام اوزاعی جرت کا اس مسئلہ میں ایک تائیدی بیان ذکر کر کے اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ:
عن الأوزاعي قال ادركت خلاقة معاوية عدة من اصحاب رسول الله ة منهم سعد واسامة وجابر و ابن عمر و زيد بن ثابت و مسلمه بن مخلد و ابو سعيد ورافع بن خديج و ابوامامة وانس بن مالك و رجال اكثر من سمينا باضعاف مضاعفة كانوا مصابيح الهدى و اوعية العلم حضروا من الكتاب تنزيله واخذوا عن رسول الله من تأويله و من التابعين لهم باحسان ان شاء الله منهم المسور بن مخرمة وعبد الرحمن بن الأسود ابن عبد يغوث و سعيد بن المسيب وعروة بن الزبير و عبدالله بن محيريز في اشباه لهم لم يتزعوا يدا من جماعة في لة محمد)
مطلب یہ ہے کہ حضرت معاویہ اس کی خلافت کے دوران میں متعدد صحابہ کرام بھی اہم موجود تھے مثلا سعد بن ابی وقاص، اسامہ بن زید، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت، مسلمہ بن مخلد، ابو سعید خدری، رافع بن خدیج، ابو امامہ، انس بن مالک وغیرہ۔ جن اشخاص کا ہم نے نام ذکر کیا ہے اس سے بھی دو گئے بلکہ زیادہ افراد موجود تھے۔ یہ حضرات اپنے مقام پر ہدایت کے چراغ تھے، اور علم دین کے محفوظ رکھنے والے تھے، کتاب اللہ کے نزول کے وقت حاضر تھے اور آنجناب سی ٹی ایم سے کتاب اللہ کے معانی اور مفاہیم انھوں نے حاصل کیے۔ اور تابعین میں سے اکابر حضرات مثلاً مسور بن مخرمہ، عبد الرحمن بن اسود، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر اور عبد اللہ بن محیریز وغیر ہم یہ موجود تھے۔ ان تمام اکابرین نے (حضرت معاویہ کے ایام خلافت میں) امت محمدیہ کی جماعت سے اپنے ہاتھ کو نہیں کھینچا (یعنی اہل اسلام کی جماعت سے متفق اور متعاون رہے اور وحدت اسلامی کو ملحوظ رکھا۔" یعنی سب بعیت میں رہے اس کے رجال بھی ثقہ ہے ولید بن مسلم پر عتراض کا جواب ہم دے چکے ہیں

کتاب سیرت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تالیف مولانا نافع صفحہ

234تا235

کیا صحابہ کا اختلاف اور بعد میں امت اس قول مسلہ پر اجماع کر سکتی؟

کیا امت کا علی پر اجماع ہوا ؟

یہ تو آپ پہلے باب میں ہی جان چکے کے اجماع نہیں ہوا بلکہ سیدنا علی فرمایا کرتے تھے جب میری خلافت کی باری ائی لوگ میرے اور معاویہ کے درمیان خلافت کے لیے جھکاؤ اختیار کررہے (كتاب السنة لِلإمام أبي عبد الرحمن عبد الله بن امام أهل السنة أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني ٢١٣ - ٢٩٠ ھ روایت نمبر 1316)

(1) دلیل یاب اس بات پر قول کہ سلف کے اجماعات اور اختلافات کی پیروی واجب ہے اور اس سے خروج جائز نہیں اگر صحابہ کسی مسئلے میں دو قولوں پر اختلاف کر گئے اور وہ عصر (زمانہ) ختم ہو گیا، تو تابعین کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ان دو میں سے کسی ایک | قول پر اتفاق کر لیں

(كتاب الفقية والمتفقة للحافظ المورد أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغداد والد سنة ٣٩٢ - وتوفي سنة ٤٦٢ ه ـالمجلد الأول صفحہ 435)

(2)دلیل نمبر یہ صورت کہ ایک مسئلے میں دو مختلف زمانوں میں اجماع ہونے کا دعویٰ کیا جائے؛ مثلاً صحابۂ کرام کسی حکم میں دو مختلف اقوال پر اختلاف کریں، پھر تابعین ان دونوں میں سے ایک قول پر متفق (اجماع) ہو جائیں۔

امام شافعی کے مذہب اور ان کے جمہور اصحاب کے نزدیک ظاہر یہی ہے کہ پہلے سے موجود اختلاف کا حکم برقرار رہے گا، اور بعد میں ہونے والا یہ اجماع منعقد نہیں ہوگا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کا کسی مسئلے میں دو اقوال پر باقی رہتے ہوئے دنیا سے چلے جانا، اس بات پر ان کا اجماع شمار ہوتا ہے کہ اس مسئلے میں اجتہاد کی گنجائش ہے۔

لہٰذا اس کے بعد ایسا اجماع مان لینا جو صحابہ کے اس متفقہ اصول (کہ اس مسئلے میں اجتہاد جائز ہے) کو باطل کر دے، درست نہیں؛ کیونکہ تابعین کے اس اجماع کو ثابت ماننے سے صحابہ کے اجماع کا ابطال لازم آتا ہے، اور یہ جائز نہیں۔

اب مکمل کتاب پڑھنے بعد ثابت ہوا کے یہ اجماع نہیں ہوا جو کے باطل قول ہاں امت کے لیے جائز نہیں کیونکہ وہ اس پر اتفاق اجماع کرلیں

(الحاوي الكبير فرضته مذهب الامام الشافعي رضي اللهُ عَنْهُ وهو شرح مختصر المزني الجزء السادس عشر صفحہ 116)

امام احمد سے پہلے علماء علی کو خلیفہ شمار نہیں کرتے تھے

عبد الملک المیمونی نے ابی عبد اللہ (احمد بن حنبل) سے کہا: ہم اور ہمارے بعض بھائی اس بات پر آپ سے تعجب کرتے ہیں کہ آپ نے علی کو خلافت میں داخل (یعنی خلیفہ) مانا ہے۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا: میں کیا کروں اور کیا کہوں، جبکہ علی خود فرماتے ہیں: میں امیر المؤمنین ہوں۔ (السنة الخلال روایت نمبر ٦٤٦)

حافظ ذہبی " کہتے ہیں: المیمونی" امام جلیل القدر، نہایت بڑے عالم، حافظ حدیث، فقیہ اور بڑے ائمہ میں شمار ہوتے ہیں، رقہ کے بڑے عالم تھے اور اپنے زمانے میں وہاں کے مفتی تھے۔

(سیر اعلام النبلاء ١٣ / ٨٩)

ابن حجر " کہتے ہیں: المیمونی" ایک بڑے حافظ حدیث اور فقیہ تھے۔ انہوں نے امام احمد بن حنبل کی صحبت اختیار کی اور ان سے روایت کی، نیز اپنے والد عبد الحمید سے بھی روایت کی۔ اسی طرح محمد بن عبید الطنافی، حجاج بن محمد، روح بن عبادہ، ابو عمر الحوضی، القعنبی، احمد بن شبیب، محمد بن الصباح الدولابی اور دیگر لوگوں سے بھی روایت بیان کی۔ اور ابو علی الحرانی نے کہا: ان کا انتقال سنہ 274 ہجری میں ہوں۔ میں (مصنف) کہتا ہوں: اور مسلمۃ بن قاسم نے اپنی کتاب الصلاہ میں ذکر کیا ہے کہ ابن الاعرابی نے ان سے روایت بیان کی، لہذا اس اعتبار سے یہ اپنے اساتذہ کے آخری طبقے میں شمار ہوتے ہیں۔ اور ابو بکر الخلال نے کہا: جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی عمر سو سال سے کم تھی۔ میں نے خود ان سے سنا کہ وہ کہتے تھے: میری پیدائش سنہ 181 ہجری میں ہوئی۔ وہ نہایت مضبوط (جسمانی طور پر) فقیہ تھے۔ امام احمد بن حنبل ان کی بہت عزت کرتے تھے اور ان کے ساتھ وہ برتاؤ کرتے تھے جو کسی اور کے ساتھ نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: اور میں نے ان سے سنا کہ وہ کہتے تھے: میں نے سنہ 200 ہجری سے لے کر سنہ 227 ہجری تک مسلسل امام احمد بن حنبل کی صحبت اختیار کی

(تقریب التہذیب ٣/ ٦١٥)

عثمانی علماء محدثین کی کثیر تعداد علی کو خلیفہ نہیں مانتی تھی جو مانے اس کو شیعہ کہتے تھے

وأما مشائخ أصحاب الحديث من البغداديين فإنهم لا يثبتون إمامته، منهم ابن معين وأبو خيثمة وأحمد بن حنبل، كانوا يحذفون علياً من الإمامة، ويزعمون أن ولايته كانت فتنة.

اردو ترجمہ:

"رہے بغداد کے محدثین کے مشائخ، تو وہ علی کی امامت (خلافت) کو ثابت نہیں کرتے تھے۔ ان میں ابن معین، ابو خیثمہ اور احمد بن حنبل شامل تھے۔ ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ علی کو ائمہ (خلفاء) کی فہرست سے خارج کرتے تھے، اور ان کا یہ دعویٰ تھا کہ علی کی ولایت (دورِ حکومت) فتنہ تھا۔"

(مسائل الإمامة مقتطفات من الكتاب الأوسط في المقالات للناشئ الأكبر المشرق ٢٩٣ھ ص 44)

عثمانی علماء محدثین کی کثیر تعداد علی کو خلیفہ نہیں مانتی تھی جو مانے اس کو شیعہ کہتے تھے

عباسی دور کے ادیب جاحظ 150 - 255ھ) اپنی گواہی یوں قلم بند کرتے ہیں۔

روئے زمین پر کوئی بھی عثمانی ایسا نہ تھا جو علی بن ابی طالب کی امامت کا منکر نہ ہو، اور وہ تعداد میں زیادہ تھے، اور ان میں فقہ اور حدیث کے ماہرین بھی زیادہ تھے۔ یہاں تک کہ آثار (احادیث) کے اصحاب میں سے اگر کسی کے بارے میں شیعہ ہونے کا گمان کیا جاتا تو اسے ترک کر دیا جاتا، کمزور قرار دیا جاتا اور اہل علم کے نزدیک اس پر تہمت لگائی جاتی، یہاں تک کہ وہ اپنے تشیع کو اس سے بھی زیادہ چھپاتا تھا جیسے کوئی شخص اپنی جلد میں موجود برے عیب کو چھپاتا ہے۔"

تبصرہ: یہ ایک اہم گواہی ہے جو ایک عباسی دور کی شخصیت نے دی ہے، جو اس زمانے کی صورت حال بیان کرتی ہے کہ محدثین اور فقہاء کی غالب اکثریت اصل میں " عثمانی" تھی اور وہ علی بن ابی طالب کو خلافت میں چوتھے نمبر پر تسلیم نہیں کرتے تھے۔ اور جو کوئی شیعہ ہو کر علی کو خلافت میں چوتھا مانتا تھا، وہ اپنے تشیع کو چھپاتا اور اس پر شرمندہ ہوتا تھا۔ تو پھر نیا کیا ہوا؟ نیا یہ ہوا کہ من 200ء کے بعد احمد بن حنبل آئے اور انہوں نے علی بن ابی طالب کو خلافت میں چوتھا ماننے کا قول ظاہر کیا، اور اس کے لیے ایک ضعیف حدیث سے استدلال کیا۔

کتاب العثمانية ص ١٧٦

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا چوتھا خلیفہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو تسلیم کرنا

) - [۲۹۴] حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: «بَعْدَ عُمَرَ ابْنُ عَفَّانَ، ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَابْنُهُ».
حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ، عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، عَنْ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ كَعْبٍ، مِثْلَهُ.
موقوف صحیح الإسناد.

اردو ترجمہ:

ابن علیہ نے ہم سے روایت کی، انہوں نے ایوب سے، انہوں نے ابن عون سے، انہوں نے محمد بن سیرین سے، انہوں نے عقبہ بن اوس سے، انہوں نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا:
"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد عثمان بن عفان، پھر معاویہ، پھر ان کے بیٹے (یزید) تھے۔"

کتاب الفتن نعیم بن حماد

شیخ أهل السنة والجماعة الإمام أبي الحسن علي بن إسماعيل الأشعري

> "پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی۔ اس پر لوگوں میں ان کے معاملے میں اختلاف ہو گیا۔
> چنانچہ کچھ لوگ ان کی امامت (خلافت) کے منکر تھے، کچھ ان سے الگ رہنے والے (بیعت و قتال سے کنارہ کش) تھے، اور کچھ ان کی امامت کے قائل تھے لیکن اس کے برخلاف عقیدہ رکھتے تھے۔
> اور لوگوں کے درمیان یہ اختلاف آج تک قائم ہے۔"

مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین

تالیف أهل السنة والجماعة الإمام أبي الحسن علي بن اسماعیل الأشعري صفحہ

54 تا 55

وریزہ بن محمد الحمصی امام احمد کے صحابی کا علی کو خلیفہ نا تسلیم کرنا بطور چوتھا

وریزہ بن محمد الحمصی کہتے ہیں:

> "میں امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل کے پاس اس وقت حاضر ہوا جب انہوں نے سیدنا علیؓ کو چوتھے نمبر پر شمار کرنا ظاہر کیا تھا۔ میں نے ان سے کہا:

'اے ابو عبد اللہ! یہ تو طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما پر طعن ہے۔'

امام احمد نے فرمایا: 'تم نے بہت بری بات کہی۔ ہمارا اور ان لوگوں کی جنگ کا کیا تعلق؟ ہم اس کا ذکر کیوں کریں؟'

میں نے عرض کیا: 'اللہ آپ کی اصلاح فرمائے! ہم نے یہ بات اس لیے ذکر کی ہے کہ آپ نے علیؓ کو چوتھے نمبر پر رکھا ہے، ان کے لیے خلافت کو واجب قرار دیا ہے، اور وہی حق ثابت کیا ہے جو ان سے پہلے ائمہ (خلفاء) کے لیے ثابت کیا جاتا ہے۔'

'حالانکہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خود کو "امیر المؤمنین" کہا، تو کیا میں یہ کہوں کہ وہ مؤمنوں کے امیر نہیں تھے؟!"

پھر میں وہاں سے واپس چلا آیا۔

طبقات الحنابلة

للقاضي في الحسين محمد بن أبي يعلى القراء البغدادي الحنبلي (٤٥١ ٥٥٢٦٠) الجزء الثاني ص502

حریز بن عثمان ابو عثمان الحمصی تابعی کبیر کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ تسلیم کرنا

> حدثنا محمد بن إسماعيل قال: حدثنا الحسن بن علي، قال: قلت ليزيد بن هارون: هل سمعت من حريز بن عثمان شيئًا تنكره عليه من هذا الباب؟ فقال: إني سألته أن لا يذكر لي شيئًا من هذا، مخافة أن أسمع منه شيئًا يضيق علي الرواية عنه، فقال: أشد شيء سمعته يقول: لنا أمير، يعني معاوية، ولكم علي.

اردو ترجمہ:

محمد بن اسماعیل نے ہم سے روایت کی، انہوں نے کہا: حسن بن علی نے ہم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں:

> "میں نے یزید بن ہارون سے پوچھا: کیا آپ نے حریز بن عثمان سے اس موضوع (سیدنا علی اور سیدنا معاویہ کے بارے میں) کوئی ایسی بات سنی جسے آپ ناپسند کرتے ہوں؟"

انہوں نے جواب دیا:

> "میں نے خود حریز سے درخواست کی تھی کہ وہ میرے سامنے اس موضوع میں کوئی بات نہ کریں، کیونکہ مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں میں ان سے ایسی بات نہ سن لوں جس کی وجہ سے میرے لیے ان سے حدیث روایت کرنا دشوار ہو جائے۔"

پھر یزید بن ہارون نے فرمایا:

> "اس سلسلے میں سب سے سخت بات جو میں نے ان سے سنی، وہ یہ تھی کہ: 'ہمارا امیر معاویہ ہے، اور تمہارا علی ہے۔'" **تاریخ مدینة السلام المجلد التاسع صفحہ ۱۸۵**

حدیث سفینہ کی حقیقت

یہ حدیث ضعیف ہے
بعض اہل علم کہتے ہیں کہ یہ صحیح اور صحیح ہے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ یہ مکمل طور پر مستند نہیں ہے۔

✿ مفسر سنن ترمذی، القادی ابوبکر بن العربی (متوفی: 543)، خدا ان پر رحم فرمائے:

"یہ حدیث غیر مستند ہے۔"
"اور یہ حدیث (جہاز کی حدیث) صحیح نائیں" [201

✿ علامہ ابن خلدون العشبیلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 808) ہیں:

"اور میرے بعد تیس سال تک خلافت کے متعلق حدیث پر کوئی غور نہ کیا جائے، کیونکہ یہ صحیح نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ معاویہ خلفاء میں سے ہے۔"
"آپ کے پاس احادیث کا ایک سلسلہ ہے اور وہ صحیح حدیث ہے۔" "اور حقیقت یہ ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں میں سے تھے" [تاریخ ابن خلدون 2/650]

محب الدین الخطیب کی نشانی، خدا ان پر رحم کرے (جن کا انتقال 1389 میں ہوا) [201

حدیث سفینہ کو

1 علي حسن علي الحلبي 2 الدكتور إبراهيم طه القيسي 3 الدكتور حمدي محمد مراد نے ضعیف کہا ہے

موسوعة الأحاديث والآثار الضعيفة والموضوعة المجلد الرابع صفحہ ۴۴۵

اب ہم سعید بن جمہان پر جرح نقل کریں گئے

1 وقال الرازي: لا يحتج به

2 قال أبو حاتم: لا يحتج به.

دونوں نے کہا اس سے احتجاج نہیں پکڑا جائے گا

حوالہ الجامع لكتب الضُّعَفَاء والمتروكين والكَذَّابين المجلد السادس صفحہ ۲۷۶

پہلا راوی ابو حفص سعید بن جمہان اسلمی بصری

حضرت امام ابو حاتم رازی (وفات: 277ھ) ارشاد فرماتے ہیں: قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ أَبُو حَفْصٍ سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ الْأَسْلَمِي بَصَرِي شَيْخٌ يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ (1)

ترجمہ: حافظ الحدیث حضرت امام یحیٰ بن معین و ابو حفص راوی کے بارے میں ارشاد فرماتے تھے کہ اس بزرگ کی بیان کردہ احادیث کو لکھا تو جائے گا مگر ان سے استدلال نہیں کیا جائے گا۔

حضرت امام ذہبی (وفات: 748ھ) تحریر فرماتے ہیں:

وَقَوْمٌ يُضَعِّفُونَهُ (2)

ترجمہ: محدثین کی جماعت ان کو ضعیف راوی تسلیم کرتی ہے۔ حضرت امام بخاری (وفات: 256ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

وَذَكَرَ حَدِيثَهُ فَقَالَ فِيهِ عَجَائِبُ " (3)

حوالہ قاتل عمار کون مفتی عبدالواحد قریشی صفحہ 56تا57

سعيد بن جمهان الأسلمي : صالح الحديث ، لا يحتج به عه –

دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجھولین وثقات فیھم لین امام ذہبی صفحہ 156

سعید بن جمہان فیہ ضعیف

منتقی الالفاظ بتقریب علوم الحدیث للحافظ تالیف الحارث بن علی الحسینی

صفحہ 218

صدوق وسط

یہ اوسط درجے کا صدوق کا راوی ہے۔

(الکاشف للذهبي ت عوامة: 1 / 433)

اورجو راوی اس درجہ کا ہو اس کی ہر منفرد روایت قبول نہیں ہوتی ہے بلکہ ایسے راوی کی جس روایت کے بارے میں قرائن رد پر دلالت کریں اس کی وہ روایت رد کردی جائے گی ۔

صدوق متکلم فیہ راوی کا تفرد

اس طرح کا راوی اگر کسی حدیث کو بیان کرنے میں منفرد ہو اور قبولیت کے اضافی قرائن موجود نہ ہوں بلکہ اس کے برعکس رد کے قرائن موجود ہیں ، تو ایسی صورت ایسے راوی کی بیان کردہ منفرد روایت مردود ہوتی ہے ، اس بارے میں چندائمہ فن کے اقوال ملاحظہ ہوں:

امام ذھبي رحمہ اللہ (المتوفی748)نے کہا:
وإن تفرد الثقة المتقن يعد صحيحا غريبا. وإن تفرد الصدوق ومن دونه يعد منكراً. وإن إكثار الراوي من الأحاديث التي لا يوافق عليها لفظا أو إسنادا يصيره متروك الحديث
اگر ثقہ و مضبوط حافظہ والا راوی کسی روایت میں منفرد ہو تو اس کی روایت صحیح غریب ہوگی ، اور اگر صدوق یا اس سے کمتر راوی کسی روایت میں منفرد ہو تو اس کی روایت منکر شمار ہوگی اور جب کوئی راوی بکثرت ایسی روایات بیان کرنے لگے جس کی لفظی یا معنوی متابعت نہ ملے تو ایسا راوی متروک قرار پائے گا

[میزان الاعتدال للذھبي: 3/ 141]

امام ابن رجب رحمہ اللہ (المتوفی795) اکثر متقدمین محدثین کے موقف کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وأما أكثر الحفاظ المتقدمين فإنهم يقولون في الحديث - إذا تفرد به واحد - وإن لم يرو الثقات خلافه -: ((إنه لا يتابع عليه، ويجعلون ذلك علة فيه، اللهم إلا أن يكون ممن كثر حفظه واشتهرت عدالته وحديثه كالزهري ونحوه، وربما يستنكرون بعض تفردات الثقات الكبار أيضاً، ولهم في كل حديث نقد خاص، وليس عندهم لذلك ضابط يضبطه

متقدمین حفاظ حدیث و ائمہ کی اکثریت کا موقف یہ ہے کہ جب کوئی راوی ایک حدیث کو بیان کرنے میں منفرد ہوتاہے گرچہ وہ روایت ثقہ کی روایت کے خلاف نہ ہو تو ایسی حدیث کے بارے میں متقدمین حفاظ "لایتابع علیہ " (اس کی تائید نہیں ملتی) کہتے ہیں، اوراس چیز کو متعلقہ حدیث میں علت شمار کرتے ہیں ، الایہ کہ اس طرح کا تفرد ایسے رواۃ سے ہو جن بہت بڑے حافظ ہوں ، جن کی عدالت و احادیث بہت زیادہ مشہور ہوں مثلا امام زہری وغیرہ ۔ اور بسااوقات متقدمین حفاظ حدیث وائمہ بڑے بڑے ثقہ راوۃ کے تفردات کو بھی منکر قرار دیتے ہیں اور اس سلسلے میں ان کے پاس کوئی خاص قاعدہ نہیں ہے جس کی وہ پابندی کرتے ہوں بلکہ ہر حدیث سے متعلق ان خاص نقد ہوتا ہے]۔

[شرح علل الترمذي لابن رجب ص: 216

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی852)نے کہا:

واحتج من قبل الزيادة من الثقة مطلقا بأن الراوي إذا كان ثقة وانفرد بالحديث من أصله كان مقبولا، فكذلك انفراده بالزيادة وهو احتجاج مردود، لأنه ليس كل حديث تفرد به أي ثقة كان يكون مقبولا

جولوگ ثقہ کی زیادتی مطلق قبول کرتے ہیں وہ ایک دلیل یہ بھی دیتے ہیں کہ "جب ثقہ کوئی منفرد روایت بیان کرتے تو وہ مقبول ہوتی ہے تو اسی طرح جب ثقہ کسی زیادتی کو بیان کرنے میں منفرد ہو تو وہ بھی مقبول ہونی چاہئے"۔ (حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ) لیکن یہ دلیل مردود ہے کیونکہ ہر ایسی حدیث مقبول نہیں ہوتی جسے بیان کرنے میں ثقہ منفرد ہو

[النكت على ابن الصلاح لابن حجر: 2/ 690]۔

سعید بن عمرو سے منقول متابعت :

حدثنا يحيى بن محمد بن يحيى بن أخي حرملة ، حدثنا عمي حرملة، حدثنا ابن وهب أخبرني بن لهيعة عن يزيد بن أبي حبيب عن سعيد بن عمرو عن سفينة قال بنى رسول الله صلى الله عليه وسلم المسجد ووضع حجرا ثم قال ليضع أبو بكر حجرا إلى جنب حجري ثم قال ليضع عمر حجرا إلى جنب حجر أبي بكر ثم قال ليضع عثمان حجرا إلى جنب حجر عمر ثم قال هؤلاء الخلفاء بعدي وبإسناده؛، قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول الخلافة ثلاثون عاما ثم يكون الملك

سعید بن عمرو سفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنائی اور ایک پتھر رکھا پھر کہا: میرے پتھر کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی پتھر رکھیں، پھر کہا: عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے پاس پتھر رکھیں، پھر کہا: عثمان رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے پاس پتھر رکھیں پھر کہا یہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے ۔اوراسی سند کے ساتھ مروی ہے کہ سفینہ رضی اللہ عنہ نے کہا:خلافت تیس سال ہوگی ، اس کے بعد بادشاہت ہوگی [الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 9/ 129]

ملاحظہ فرمائیں اس سند میں سعیدبن عمرو کے واسطہ سفینہ سے دو باتیں منقول ہے۔

ایک یہ کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا۔یہ وہی بات ہے جسے سعیدبن جمھان نے بھی سفینہ سے روایت کیا ہےا ور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر نقد کیا ہے اور اس کے باطل ومن گھڑت ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اس روایت میں دوسری بات تیس سال خلافت اور اس کے بعد ملوکیت کی پیشین گوئی ہے۔اسی بات کو زیربحث روایت میں سعیدبن جمھان نے سفینہ سے روایت کیا ہے۔

یہ روایت اپنی دونوں باتوں کے ساتھ باطل ومن گھڑت ہے کیونکہ اس کی سند میں (يحيى بن محمد التجيبي) کذاب اور وضاع موجود ہے۔یہ شخص سندیں بنابناکر احادیث گھڑتا تھا چناں چہ :

امام دارقطني رحمہ اللہ (المتوفی385)نے کہا:

كان يضع الحديث على حرملة یہ حرملہ کے طریق سے احادیث گھڑتا تھا

[غرائب مالک للدارقطنی بحوالہ لسان الميزان لابن حجر، ت أبي غدة: 8/ 474]

ابوریحانہ سے منقول متابعت:

اخبرنا أبو غالب بن البناء أنا أبو الحسين بن الآبنوسي أنا عبيد الله بن عثمان الدقاق أنا إسماعيل بن علي الخطبي نا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبو علي سويد الطحان نا علي بن عاصم أنا أبو ريحانة عن سفينة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الخلافة من بعدي ثلاثون سنة قال رجل كان حاضرا في المجلس قد دخلت من هذه الثلاثين ستة شهور في خلافة معاوية فقال من ها هنا أتيت تلك الشهور كانت البيعة للحسن بن علي بايعه أربعون ألفا أو اثنان واربعون ألفا

ابوریحانہ سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خلافت میرے بعد تیس سال رہے گی ، مجلس میں موجود ایک شخص نے کہا: ان تیس سال میں سے چھ ماہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں داخل ہوگئے ۔توانہوں نے کہا: ان چھ مہینوں کا معاملہ یہ ہے کہ ان میں حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تھی ، ان سے چالیس ہزار یا بیالیس ہزار لوگوں نے بیعت کی تھی[تاریخ دمشق لابن عساکر: 13 / 261]

اس کی سند میں علی بن عاصم بن صھیب ہے ۔

یہ سخت ضعیف راوی ہیں ۔

بلکہ کئی محدثین نے ان پر کذاب ہونے کی جرح کی ہے۔

امام يزيد بن هارون رحمہ اللہ (المتوفی206)نے کہا:

ما زلنا نعرفه بالكذب

ہم اسے جھوٹ کے ساتھ ہی جانتے رہے [سؤالات البرذعي لأبي زرعة، ت الأزهري: ص: 133 واسنادہ صحیح واخرجہ ایضا العقیلی فی الضعفاء :4/ 266 والخطیب فی تاریخ بغداد:11 / 456 من طریق عثمان بہ]

خالد بن مهران الحذاء رحمہ اللہ (المتوفی141)نے کہا:

كذاب فاحذروه

یہ بہت بڑاجھوٹا شخص ہے اس سے بچ کررہو۔[الضعفاء للعقيلي، ت د مازن: 4/ 266 واسنادہ صحیح]

امام بخاري رحمہ اللہ (المتوفی256)نے کہا:

وقال وهب بن بقية: سمعت يزيد بن زريع، قال: حدثنا علي، عن خالد ببضعة عشر حديثا، فسألنا خالدا عن حديث، فأنكره، ثم آخر فأنكره، ثم ثالث فأنكره، فأخبرناه، فقال: كذاب فاحذروه

بخاری ومسلم کے راوی یزیدبن زریع کہتے کہ علی بن عاصم نے ہم سے درجنوں احادیث خالد الحذاء سے بیان کی ، پھر ہم نے خالدالحذاء سے ان میں سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا توانہوں نے اس سے انکار کیا ، پھر ہم نے ایک دوسری حدیث کے بارے میں پوچھا، اس سے بھی خالد الحذاء نے انکار کیا ، پھر ہم نے ایک تیسری حدیث کے بارے میں پوچھا اس سے بھی خالد الحذاء نے انکار کیا ۔اس کے بعد ہم نے خالد الحذاء کو یہ بات بتلادی تو خالد الحذاء نے کہا: یہ بہت بڑاجھوٹا شخص ہے اس سے بچ کررہو۔[التاريخ الكبير للبخاري: 6/ 290 واسنادہ صحیح واخرجہ ایضا العقیلی فی الضعفاء 4/ 267 من طریق محمد بن المنھال الضریر بہ، واسنادہ صحیح]

یمن کا صاحبہ علم تبع تابعی معمر بن راشد کا مدینہ کے بعد شام یعنی بنوامیہ کی خلافت کا اقرار

عربی متن:

قال: سمعت معمراً، يقول:

كانت الخلافة بالمدينة، ثم بالشام، ثم بالعراق.

اردو ترجمہ:

انہوں نے کہا: میں نے معمر کو یہ کہتے ہوئے سنا:

"خلافت پہلے مدینہ میں تھی (أبو بکر و عمر و عثمان)، پھر شام میں(معاویہ و یزید۔۔)، پھر عراق میں منتقل ہوگئی۔"(خلافت بنی عباس)

نوٹ علی و حسن آپ کے نزدیک دار خلافہ کوفہ عراق تھا لیکن انھوں نے مدینہ بعد شام کہا ہے یعنی وہ انحضرات علی و حسن کو خلیفہ نہیں مانتے تھے

تحميل كتاب الجامع لعلوم الإمام أحمد - المجلد التاسع عشر: صفحہ ۱۸۹

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں

والمقصود أن الخلاف في خلافة علي وحروبه كثير منتشر بين السلف والخلف.

اردو ترجمہ:

"مقصود یہ ہے کہ سیدنا علی کی خلافت اور ان کی جنگوں کے بارے میں اختلاف بہت زیادہ اور سلف و خلف دونوں میں وسیع طور پر پایا جاتا ہے۔"

حوالہ منهاج السنة النبوية الجزء الأول صفحہ 545

حدیث عمار اور اس کی حقیقت

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے خالد حذاء نے عکرمہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے اور اپنے صاحبزادے علی سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور ان کی احادیث سنو۔ ہم گئے۔ دیکھا کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ اپنے باغ کو درست کر رہے تھے۔ ہم کو دیکھ کر آپ نے اپنی چادر سنبھالی اور گوٹ مار کر بیٹھ گئے۔ پھر ہم سے حدیث بیان کرنے لگے۔ جب مسجد نبوی کے بنانے کا ذکر آیا تو آپ نے بتایا کہ ہم تو (مسجد کے بنانے میں حصہ لیتے وقت) ایک ایک اینٹ اٹھاتے۔ لیکن عمار دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا، افسوس! عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ جسے عمار جنت کی دعوت دیں گے اور وہ جماعت عمار کو جہنم کی دعوت دے رہی ہو گی۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمار رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ [صح

[صحیح البخاري/کتاب الصلاۃ/حدیث: 447]

نوٹ

اس میں عمار کو باغی جماعت قتل کرے گئ اندراج ہے نسخوں میں یہ ہے جو آپ نیچے سکین دیکھیں

جامعة الملک سعود کے قدیم بخاری نسخے میں بھی حدیثِ عمار میں "تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" کے الفاظ موجود نہیں۔

(مخطوطة أخرى من جامعة الملک سعود صحفہ 141)



بسم الله الرحمن الرحيم صلى الله على سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه وسلم تسليما

باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقول الله تعالى إنا أوحينا إليك كما أوحينا إلى نوح والنبيين من بعده

أخبرنا الفقيه الحافظ أبو علي حسين بن محمد بن فيرة الصدفي رضي الله عنه قراءة مني عليه بداره حرسها الله قال أنا الفقيه القاضي أبو الوليد سليمان بن خلف الباجي رضي الله عنه قال أنا الشيخ أبو ذر عبد بن أحمد بن محمد الهروي قراءة مني عليه في المسجد الحرام قال أنا أبو محمد عبد الله بن أحمد بن حمويه السرخسي بقراءتي سنة ثلاث وسبعين وثلاثمائة وأبو إسحاق إبراهيم بن أحمد بن إبراهيم المستملي ببلخ سنة أربع وسبعين وثلاثمائة وأبو الهيثم محمد بن مكي بن محمد بن زراع الكشميهني بها قراءة عليه قالوا أخبرنا أبو عبد الله محمد بن يوسف بن مطر الفربري بفربر قال نا أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم البخاري قال حدثنا الحميدي عن سفيان قال نا يحيى بن سعيد الأنصاري قال أخبرني محمد بن إبراهيم التيمي أنه سمع علقمة بن وقاص الليثي يقول سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه على المنبر قال

على بنيانه في عهد رسول الله صلى الله عليه باللبن والجريد وأعاد عمده خشبا ثم غيره عثمان فزاد فيه زيادة كثيرة وبنى جداره بالحجارة المنقوشة والقصة وجعل عمده من حجارة منقوشة وسقفه بالساج

باب التعاون في بناء المسجد

ما كان للمشركين أن يعمروا مساجد الله الآية حدثنا مسدد قال نا عبد العزيز بن مختار قال نا خالد الحذاء عن عكرمة قال لي ابن عباس ولابنه علي انطلقا إلى أبي سعيد فاسمعا من حديثه فانطلقنا فإذا هو في حائط يصلحه فأخذ رداءه فاحتبى ثم أنشأ يحدثنا حتى أتى على ذكر بناء المسجد فقال كنا نحمل لبنة لبنة وعمار لبنتين لبنتين فرآه النبي صلى الله عليه فينفض التراب عنه ويقول ويح عمار يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار قال ويقول عمار أعوذ بالله من الفتن

باب الاستعانة بالنجار والصناع في أعواد المنبر والمسجد

حدثنا قتيبة قال نا عبد العزيز قال حدثني أبو حازم عن سهل قال بعث رسول الله صلى الله عليه إلى امرأة مري غلامك النجار يعمل لي أعوادا أجلس عليهن حدثنا خلاد قال نا عبد الواحد بن أيمن عن أبيه عن جابر أن امرأة قالت يا رسول الله ألا أجعل لك شيئا تقعد عليه فإن لي غلاما نجارا قال إن شئت فعملت المنبر

باب من بنى مسجدا

حدثنا يحيى بن سليمان قال نا ابن وهب قال أخبرني عمرو أن بكيرا حدثه أن عاصم بن عمر بن قتادة حدثه أنه سمع عبيد الله الخولاني أنه سمع عثمان

دعا گو: محمد ذوالقرنین

صحیح بخاری کے "ابن سعادة" کے قلمی نسخے میں موجود حدیثِ عمار میں "تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" یعنی تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا کے الفاظ موجود ہی نہیں ہیں۔(صحيح البخاري فرع نسخة ابن سعادة جلد 1 صحفہ نمبر 105)



دعا گو: محمد ذوالقرنین

سلطان عبد الحمید نے نسخہِ یونینیة کو مدِ نظر رکھ کر اس وقت کے علماء کو بلا کر بخاری کا ایک نسخہ تیار کروایا جس کو "نسخہِ سلطانیة" کا نام دیا، اس میں بھی انہوں نے حدیثِ عمار میں "تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" کے الفاظ کے حاشیے میں "ساقط عندابوذر، والاصیلی" لکھا ہے، یعنی ابوذر ہروی اور اصیلی کے نسخے میں یہ الفاظ موجود نہیں۔ (صحیح بخاری نسخہِ سلطانیة صفحہ نمبر 491)

[٤٥١] حدثنا مُسَدَّدٌ ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ : انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا(١) مِنْ حَدِيثِهِ ، فَانْطَلَقْنَا ، فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ(٢) يُصْلِحُهُ ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى(٣) ، ثُمَّ أَنْشَأَ(٤) يُحَدِّثُنَا حَتَّى(٥) أَتَى ذِكْرُ(٦) بِنَاءِ الْمَسْجِدِ ، فَقَالَ : كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ ، فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ(٧) ، وَيَقُولُ(٨) : «وَيْحَ عَمَّارٍ ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ(٩) ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ» ، قَالَ : يَقُولُ عَمَّارٌ : أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ .

دعا گو: محمد ذوالقرنين

(١) لأبي ذر : «واسمعا» .

(٢) حائط : الحائط : البستان من النخيل إذا كان عليه جدار . (انظر : النهاية في غريب الحديث ، مادة : حوط) .

(٣) فاحتبى : الاحتباء : هو أن يضم الإنسان رجليه إلى بطنه بثوب يجمعهما به مع ظهره ، ويشده عليها . وقد يكون الاحتباء باليدين عوض الثوب . (انظر : النهاية في غريب الحديث ، مادة : حبو) .

(٤) أنشأ : ابتدأ . (انظر : النهاية في غريب الحديث ، مادة : نشأ) .

(٥) عليه صح . ولأبي ذر والأصيلي وكتب تحته (عظ) وابن عساكر وأبي الوقت : «حتى إذا أتى على» .

(٦) عليه صح . ولأبي ذر عن المستملي والكشميهني ، والأصيلي : «حتى أتى على ذكر» .

(٧) قوله «فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ» : ليس عند ابن عساكر . وقوله «فَيَنْفُضُ» : عند (عط) : «فجعل» . وللأصيلي ، وابن عساكر ، وأبي الوقت : «فنفض» . وضع في الفرع الذي معنا : ابن عساكر ، وأبو الوقت تحت «فنفض» .

(٨) ضبب ابن عساكر على الواو . من الفرع .

(٩) قوله : «تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» ساقط عند أبي ذر ، والأصيلي .

[٤٥١] [التحفة : خ ٤٢٤٨]

دِيوانُ الحَدِيثِ النَّبَوِيِّ

(١)

صَحِيحُ البُخَارِيِّ

وَهُوَ : الجَامِعُ المُسْنَدُ الصَّحِيحُ

المُخْتَصَرُ مِنْ أُمُورِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسُنَنِهِ وَأَيَّامِهِ

للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

المتوفى سنة ٢٥٦ هجرية

طبعة مراجعة ومصححة على النسخة السلطانية
مع رفع الالتباس عن رموزها

المجلد الأول

مركز البحوث وتقنية المعلومات
دار التأصيل

مشرق میں اس وقت بخاری کا نسخہِ سلطانیة رائج ہے، اس نسخے میں اور نسخہِ یونینیة میں اختلافات والے الفاظ کو حدیث میں شامل کر کے حواشی میں اختلاف کو بیان کر دیا گیا تھا لیکن اب شائع ہونے والے نسخوں میں وہ الفاظ بغیر حاشیے کے ساتھ ملا دیے گئے ہیں۔

امام مھلب بن ابی صفرۃ تمیمی کے نقل کردہ بخاری کے نسخے میں حدیثِ عمار میں "تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

(المختصر النصیح فی تھذیب الکتاب الجامع الصحیح جلد 1 صحفہ 324)

مشروع المكتبة العلمية (٢)

اختصار صحيح البخاري المسمى

المختصر النصيح في تهذيب الكتاب الجامع الصحيح

القاضي المحدث الفقيه المهلب بن أبي صفرة التميمي المالكي الأندلسي

من روايته عن الأصيلي والقابسي وغيرهما

هذبه بتحرير الأسانيد وجمع الروايات دون إخلال بألفاظه وأسانيده مع شرح أحاديثه وبيان فقهها وبيان أماكنها في الصحيح

ضبط النسخة وعلق عليها

الدكتور أحمد بن فارس السلوم

عفا الله عنه

دعا گو: محمد ذوالقرنین

تقديم المشرف على المشروع

عبد الوهاب بن عبد العزيز الزيد

المجلد الأول

دار التوحيد — الرياض

دار أهل السنة — الرياض

الجريد، وعُمُدُهُ خشبُ النَّخلِ، فلَمْ يزِدْ فيهِ أبُوبكرٍ شيئًا، وزادَ فيهِ عُمَرُ، وبناهُ على بُنيانِهِ على عَهْدِ رَسُولِ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باللَّبِنِ والجريدِ، وأعادَ عُمُدَهُ خَشَبًا، ثُمَّ غَيَّرَهُ عُثمانُ، فزادَ فيهِ زيادَةً كثيرَةً، وبنَى جِدارَهُ بالحِجارَةِ المنقوشَةِ والقَصَّةِ، وجعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجارَةٍ منقوشَةٍ، وسَقَفَهُ بالسَّاجِ.

باب التَّعاوُنِ في بناءِ المسْجِدِ

وقوله عزَّ وجَلَّ ﴿ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَن يَعْمُرُوا مَسَٰجِدَ ٱللَّهِ شَٰهِدِينَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِم بِٱلْكُفْرِ ﴾ إلى قولِهِ ﴿ ٱلْمُهْتَدِينَ ﴾.

[٢٣٠]- (٤٤٧) خ نا مُسَدَّدٌ، نا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ المُختارِ، نا خالِدٌ.

وَ (٢٨١٢) نا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى، أنا عَبْدُالوَهَّابِ، نا خالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أنَّ ابنَ عَبَّاسٍ قالَ لي وَلابْنِهِ عَلِيٍّ: انطَلِقَا إلى أبي سَعِيدٍ فاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فانطَلَقْنا فإذا هُوَ - قالَ عَبْدُالوَهَّابِ: وأخُوهُ في حائِطٍ لهُمَا يَسْقِيانِهِ، فلَمَّا رآنا جاءَ - قالَ مُسَدَّدٌ: فأخَذَ رِداءَهُ فاحْتَبَى، ثُمَّ أنشَأَ يُحدِّثُنا، حتَّى أتَى على ذِكْرِ بِناءِ المسْجِدِ، فقالَ: كُنَّا نَحمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً، وعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فرآهُ النَّبِيُّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيَنفُضُ التُّرابَ عنهُ، ويَقُولُ: «وَيْحَ عَمَّارٍ (١)، يَدْعُوهُمْ إلى الجَنَّةِ ويَدْعُونَهُ إلى النَّارِ»، قالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أعُوذُ باللهِ مِنَ الفِتَنِ.

(١) في الصحيح من الطريقين هنا زيادة: (تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ) وليست هذه الزيادة في نسختنا، وفي إثباتها في صحيح البخاري بحث، ملخصه: أن عامة النسخ خلت منها، إلا أنها وردت في رواية ابن السكن وكريمة، وكذا ثبتت في نسخة الصغاني التي ذكر أنه قابلها على نسخة الفربري التي بخطه. وهذه الزيادة لم يذكرها الحميدي في الجمع وقال: إن البخاري لم يذكرها أصلا، وكذا قال أبو مسعود، قال الحميدي: ولعلها لم تقع للبخاري، أو وقعت فحذفها عمدا. قال: وقد أخرجها الإسماعيلي والبرقاني في هذا الحديث.

حاشیہ میں امام حمیدی کا قول نقل کیا گیا ہے جس میں وہ ان الفاظ "تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "بخاری نے اسے نقل نہیں کیا اور ان کو لکھ کر خود مٹا دیا تھا"۔

بخاری کے دار السلام کے نسخے میں بھی "تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" کے الفاظ بریکٹس میں لکھے گئے ہیں۔ (بخاری طبع دار السلام جلد 1 حدیث نمبر 447)

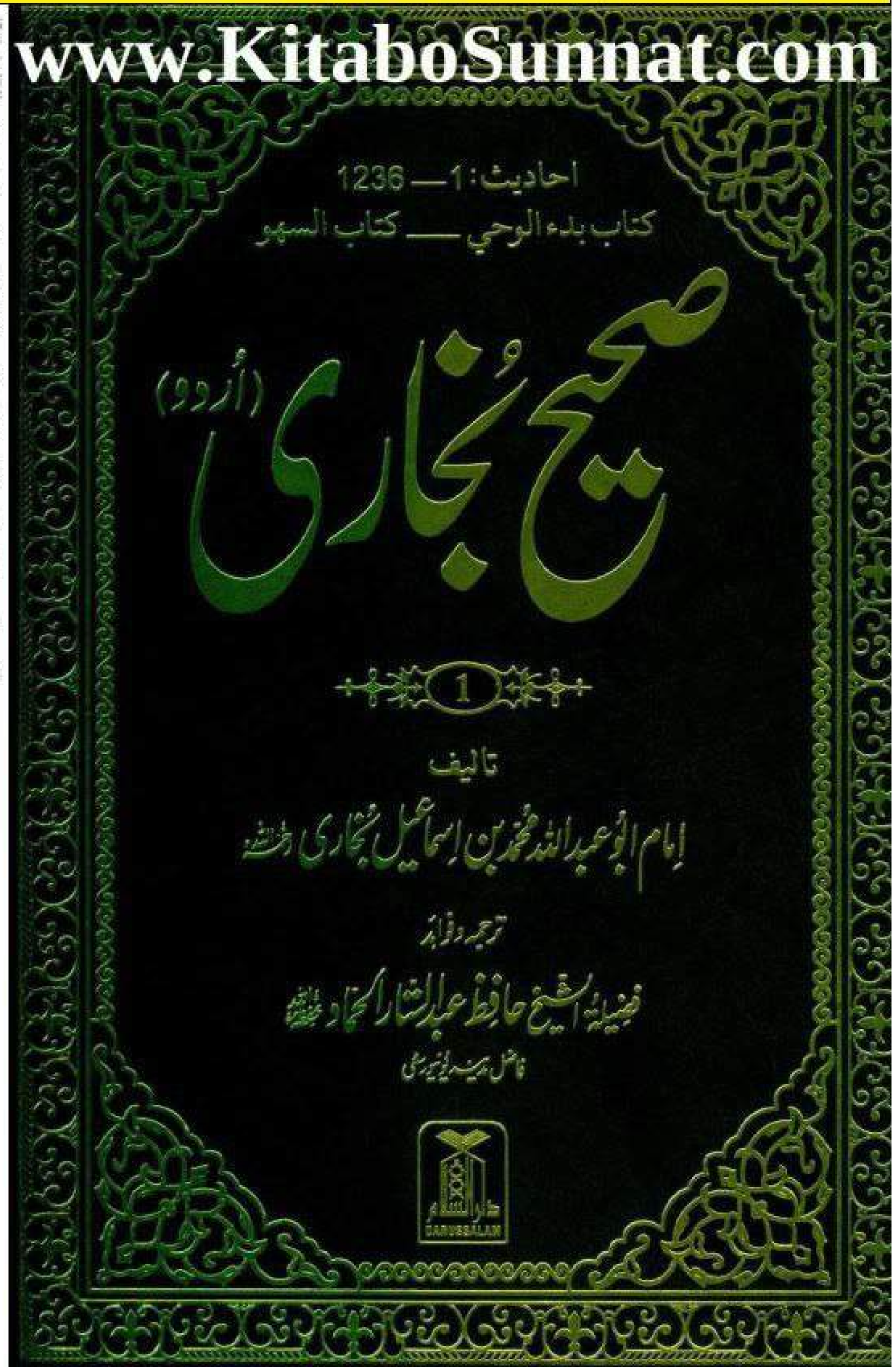
(٦٣) بَابُ التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ

٤٤٧ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ مُخْتَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى عَلَى ذِكْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُولُ: «وَيْحَ عَمَّارٍ، [تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ] يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ». قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ.

[انظر: ٢٨١٢]

باب: 63- مسجد کی تعمیر میں باہم تعاون کرنا

[447] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے اپنے شاگرد عکرمہ اور اپنے لخت جگر علی سے کہا: تم دونوں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے احادیث سنو، چنانچہ وہ دونوں گئے تو دیکھا کہ وہ ایک باغ میں ہیں اور اسے درست کر رہے ہیں۔ انھوں نے اپنی چادر لی اور اسے کمر سے گھٹنوں تک لپیٹ کر بیٹھ گئے اور احادیث سنانے لگے حتی کہ مسجد نبوی کی تعمیر کا ذکر آیا تو فرمایا: ہم ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے جبکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو، دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے۔ نبی ﷺ نے جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کے جسم سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمانے لگے: ''عمار کی حالت قابل رحم ہے! انھیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ یہ انھیں جنت کی دعوت دیں گے اور وہ انھیں جہنم کی طرف بلائیں گے۔'' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت عمار رضی اللہ عنہ (یہ سن کر اکثر) کہا کرتے تھے: میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔



دعاگو: محمد ذوالقرنین

حدیث عمار اور متقدمین ائمہ

یہ ذکر ہے کہ احمد بن حنبل ویحیی بن معین ابو خیثمہ اور المعیبی نے اس حدیث کا ذکر کیا کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ انہوں نے کہا: اس میں جو کچھ ہے وہ صحیح حدیث نہیں ہے۔ اور احمد بن حنبل نے فرمایا: عمار کے قتل کے بارے میں ۲۸ حدیثیں روایت کی گئی ہیں جن میں سے کوئی بھی حدیث صحیح نہیں ہے۔"

العلک المتناهية في الأحاديث الواهية لايام أبي اخرج عبد الرحمن بن علی ابن الجوزي التمي القرشي را الید (۵۱۰ - ۵۹۷ ھ)الجزء الأول صفحہ ۸۴۸

نبی سے ایم نے فرمایا: عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی ۔ علماء کرام کی ایک جماعت نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے ۔ ان علماء میں سے ایک حسین الکرابیسی بھی ہیں۔ اور امام احمد بن حنبل سے بھی ایسے ہی نقل کیا گیا ہے ۔ منہاج السنۃ شیخ الاسلام ابن تیمیہ مترجم جلد 6-5 صفحہ 560

نوٹ ہمارے نزدیک اس کی تمام اسناد ضعیف ہیں دیکھیں شیخ الاسلام ڈاکٹر قاسم العثمانی کی کتاب حدیث تجھ باغی جماعت قتل کرے گئ کے نام پر امت کو گمراہی اس میں ہر ایک سند کی علت ساتھ ضعیف ثابت کیا گیا ہے

حدیث عمار اور شارحین اور متأخر اور آج کے علماء کا بیان کتاب سکین ساتھ دیکھیں

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
اس کے بعد، عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا یہ عبارت معاویہ اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کسی نص میں موجود نہیں ہے۔

الفتاوی الکبری دار الکتب العلمیۃ مسأئلۃ ۳۴۳۷ - ۹۷
کتاب الحدود

علماء اکرام کی رائے کتاب کے سکین ساتھ دیکھیں نیچھے

حدیثِ عمارؓ: شارحین کی نظر میں

حدیثِ عمارؓ لوگ پیش کرتے ہیں لیکن اسی کا ایک طریق مستدرک حاکم میں آیا ہے جس میں وضاحت ہے کہ وہ حدیث کن لوگوں کے لئے ہے لیکن اسے یہ لوگ چھپا لیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں مستدرک حاکم کی روایت نمبر 2653 جس میں صراحتاً ذکر ہے کہ سیدنا ابنِ عباسؓ نے عکرمہ اور اپنے بیٹے علی کو بھیجا سیدنا ابوسعید خدریؓ کے پاس کہ ان سے خوارج کے متعلق کوئی حدیث سن کے آؤ تو انہوں نے حدیثِ عمارؓ سنائی لہذا اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ حدیثِ عمارؓ خارجیوں کے متعلق ہے نہ کہ اہلِ ایمان صحابہ کے متعلق۔ خارجی وہ جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جہنمیوں کے کتے ہیں یہ دین سے نکلے ہوئے لوگ ہیں یہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وغیرہ (ابن ماجہ 176- بخاری 3610)

2653- حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ التَّمِيْمِيُّ، حَدَّثَنَا اَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، اَنَّهُ قَالَ لَهُ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا اِلٰى اَبِيْ سَعِيْدٍ فَاسْمَعَا مِنْهُ حَدِيْثَهُ فِيْ شَاْنِ الْخَوَارِجِ، فَانْطَلَقَا فَاِذَا هُوَ فِيْ حَائِطٍ لَهُ يُصْلِحُ، فَلَمَّا رَآنَا اَخَذَ رِدَاءَهُ، ثُمَّ احْتَبٰى، ثُمَّ اَنْشَاَ يُحَدِّثُنَا حَتّٰى عَلَا ذِكْرُهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَعَمَّارٌ يَحْمِلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْ رَاْسِهِ، وَيَقُوْلُ: يَا عَمَّارُ، اَلَا تَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً كَمَا يَحْمِلُ اَصْحَابُكَ؟ قَالَ: اِنِّيْ اُرِيْدُ الْاَجْرَ عِنْدَ اللّٰهِ، قَالَ: فَجَعَلَ يَنْفُضُ وَيَقُوْلُ: وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، قَالَ: وَيَقُوْلُ عَمَّارٌ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ

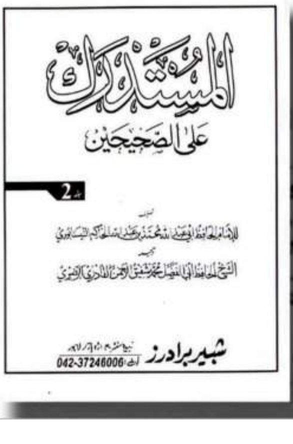
هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهٰذِهِ السِّيَاقَةِ

✧✧ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے اور اپنے بیٹے علی سے کہا: تم دونوں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ اور ان سے خوارج کے متعلق کوئی حدیث سن کر آؤ۔ ہم دونوں چل دیئے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے۔ جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو اپنی چادر درست کر کے ہم سے باتیں کرنے لگ گئے حتی کہ مسجد کے متعلق بات چل نکلی، وہ کہنے لگے: ہم ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے جبکہ عمار دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے، جب رسول اکرم ﷺ نے ان کو دیکھا تو ان کے سر سے مٹی جھاڑتے ہوئے بولے: اے عمار! اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح تم بھی ایک ایک اینٹ کیوں نہیں اٹھا رہے؟ عمار نے جواباً کہا: میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اجر کا طلبگار ہوں۔ (ابوسعید) فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ (پھر ان کے سر سے) مٹی جھاڑنے لگ گئے اور فرمایا: اے عمار! افسوس ہے کہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کر دے گا۔ ابوعمار بولے: میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

✤✤ یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے ان الفاظ کے ہمراہ نقل نہیں کیا۔

حدیث: 2653

اخرجه ابوعبدالله الشيباني في "مسنده" طبع موسسه قرطبه' قاهره' مصر' رقم الحديث: "مسنده" طبع دارالمعرفة' بيروت' لبنان' رقم الحديث:603



2654- اَخْبَرَنَا اَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ مُوْسَى الْحُنَيْنِيُّ، حَدَّثَنَا اَبُوْ حُذَيْفَةَ ... عَنْ شَدَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَبِيْ عَمَّارٍ، قَالَ: شَهِدْتُ اَبَا اُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ رَضِيَ ... الْحَرُوْرِيَّةِ عِنْدَ بَابِ دِمَشْقَ، وَهُوَ يَقُوْلُ: كِلَابُ اَهْلِ النَّارِ، قَالَهَا ثَلَاثًا، ... فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا اَبَا اُمَامَةَ، اَرَاَيْتَ قَوْلَكَ هٰؤُلَاءِ كِلَابُ النَّارِ اَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ ... وَسَلَّمَ، اَوْ مِنْ رَاْيِكَ؟ قَالَ: اِنِّيْ اِذًا لَجَرِيْءٌ لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ...

حدیث عمارؓ: شارحین کی نظر میں

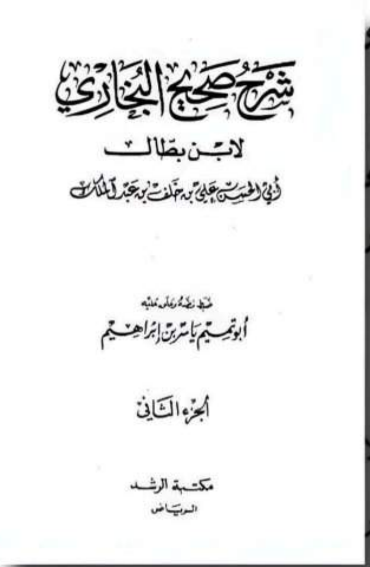
مہلب بن ابی صفرہؒ (م:۲۳۵ھ) فرماتے ہیں کہ "حدیثِ عمارؓ" خوارج کے متعلق ہے یہ صحابہ میں سے کسی کے متعلق بھی صحیح نہیں اور نہ کسی مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے ایسی تاویل کرے کیونکہ اللہ نے قرآن میں ان کی تعریف کی ہے۔

(شرح صحیح البخاری لابن بطال 98/2)

باب : التعاون في بناء المسجد وقول الله :

﴿ ما كان للمشركين أن يعمروا مساجد الله ﴾ [٢] الآية .

فيه : عكرمة : « أن ابن عباس قال له و
فاسمعا من حديثه ، فانطلقنا فإذا هو في
فاحتبى به ، ثم أنشأ (فحدثنا) [٣] حتى أتى
كنا نحمل لبنةً لبنةً وعمار لبنتين لبنتين ف
عنه ، وقال : ويح عمار يدعوهم إلى الجنة
عمار : أعوذ بالله من الفتن » .



التعاون في بنيان المسجد من أفضل الا
للإنسان أجره بعد مماته ، ومثل ذلك حفر
يعم العامة نفعها .

قال المهلب : وفي هذا الحديث بيان ما اختلف فيه من قصة عمار وقوله : « يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار » . إنما يصح ذلك في الخوارج الذين بعث إليهم علي عمارًا ليدعوهم إلى الجماعة ، وليس يصح في أحد من الصحابة ؛ لأنه لا يجوز لأحد من المسلمين أن يتأول عليهم إلا أفضل التأويل ، لأنهم أصحاب رسول الله ﷺ الذين أثنى الله عليهم وشهد لهم بالفضل فقال تعالى : ﴿ كنتم خير أمة أخرجت للناس ﴾ [١] .

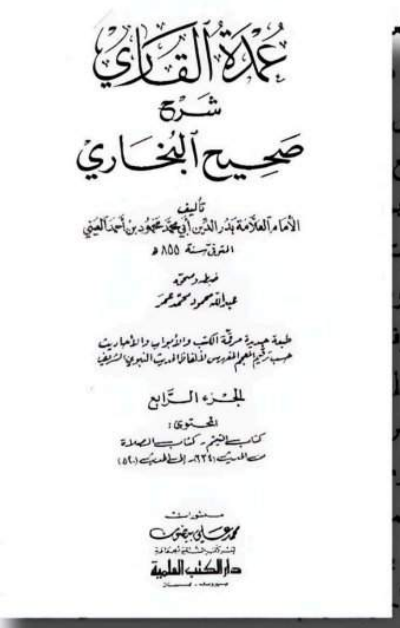
قال المفسرون : هم أصحاب رسول الله . وقد صح أن عمارًا بعثه علي إلى الخوارج يدعوهم إلى الجماعة التي فيها العصمة بشهادة الرسول « لا تجتمع أمتي على ضلال » .

حدیثِ عمارؓ: شارحین کی نظر میں

امام ابنِ بطالؒ (م:۴۴۹ھ) نے بھی "حدیثِ عمارؓ" کی اسی تشریح کو اختیار کیا ہے کہ یہ حدیث خوارج کے متعلق ہے یہ کسی بھی صحابی رسول ﷺ کے لئے درست نہیں۔

(عمدۃ القاری 308/4)

إلى النار»، أي: يدعو هؤلاء الفئة الباغية عمارًا إلى النار. فإن قيل: كان قتل عمار بصفين، وكان مع علي رضي الله تعالى عنه، وكان الذين قتلوه مع معاوية، وكان معه جماعة من الصحابة فكيف يجوز أن يدعوه إلى النار؟ فأجاب ابن بطال عن ذلك فقال: إنما يصح هذا في الخوارج الذين بعث إليهم علي عماراً يدعوهم إلى الجماعة، وليس يصح في أحد من الصحابة لأنه لا يجوز أن يتأول عليهم إلاّ أفضل التأويل. قلت: تبع ابن بطال في ذلك المهلب، وتابعه على ذلك جماعة في هذا الجواب، ولكن لا يصح هذا، لأن الخوارج إنما خرجوا على علي رضي الله تعالى عنه، بعد قتل عمار بلا خلاف بين أهل العلم بذلك، لأن ابتداء أمرهم كان عقيب التحكيم بين علي ومعاوية، ولم يكن التحكيم إلاّ بعد انتهاء القتال بصفين، وكان قتل عمار قبل ذلك قطعاً، وأجاب بعضهم بأن المراد بالذين يدعونه إلى النار كفار قريش، وهذا أيضاً لا يصح، لأنه وقع في رواية ابن السكن وكريمة وغيرهما زيادة توضيح بأن الضمير يعود على قتلة عمار، وهم أهل الشام. وقال الحميدي: لعل هذه الزيادة لم تقع للبخاري، أو وقعت فحذفها عمداً ولم يذكرها في الجمع. قال: وقد أخرجها الإسماعيلي والبرقاني في هذا الحديث، والجواب الصحيح في هذا أنهم كانوا مجتهدين ظانين أنهم يدعونه إلى الجنة، وإن كان في نفس الأمر خلاف ذلك، فلا لوم عليهم في اتباع ظنونهم، فإن قلت: المجتهد إذا أصاب فله أجران، وإذا أخطأ فله أجر، فكيف الأمر ههنا. قلت: الذي قلنا جواب إقناعي فلا يليق أن يُذكر في حق الصحابة خلاف ذلك، لأن الله تعالى أثنى عليهم وشهد لهم بالفضل، بقوله: ﴿كنتم خير أمة أُخرجت للناس﴾ [آل عمران: ١١٠]، قال المفسرون: هم أصحاب محمد ﷺ.


عُمْدَةُ القَارِي
شَرْح
صَحِيحِ البُخَارِي
تأليف
الأمام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني
المتوفى سنة ٨٥٥ هـ
ضبطه وصححه
عبدالله محمود محمد عمر
طبعة جديدة مرقمة الكتب والأبواب والأحاديث
حسب ترقيم المعجم المفهرس لألفاظ الحديث النبوي الشريف
الجزء الرابع
المحتوى:
كتاب التيمم - كتاب الصلاة
من الحديث (٣٢٤) - إلى الحديث (٥٢٠)
منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية

ذكر ما يستنبط منه من الفوائد فيه: أن التع
لأنه مما يجري للإنسان أجره بعد موته، ومثل
الأموال التي يعم العامة نفعها. وفيه: الحث على
أفضل من المأخوذ منه، ألا ترى أن ابن عباس مع
سعيد الخدري؟ قيل: يحتمل أن يكون إرسال اب
سعيد أقدم صحبة وأكثر سماعاً من النبي ﷺ. قلت
أن العالم له أن يتهيأ للحديث ويجلس له جلسة. و
للحديث وتوقيراً لصحابه. وهكذا كان السلف. وف
يشق عليه إن شاء كما أخذ عمار لبنتين. وفيه: إ
بالفعل والقول. وفيه: علامة النبوة لأنه ﷺ أخبر
الشخص: بما يتعلق بأمر دنياه كإصلاح بستانه وكر
إظهار التواضع ودفع الكبر وهما من أفضل الأعم
وعمار، ورد على النواصب الزاعمين أن علياً لم
الاستعاذة من الفتن لأنه لا يدري أحد في الفتنة أما

ثُمَّ جَاءَ الأَمْرُ إِلَى عُثْمَانَ رضي الله عنه فَلَمْ يَزِدْ أَنْ جَعَلَ مَكَانَ اللَّبِنِ الحِجَارَةَ وَالقَصَّةَ، وَسَقَّفَهُ بِالسَّاجِ[1] مَكَانَ الجَرِيدِ لِعِلْمٍ مِنْهُمَا بِكَرَاهِيَةِ النَّبِيِّ ﷺ لِذَلِكَ.

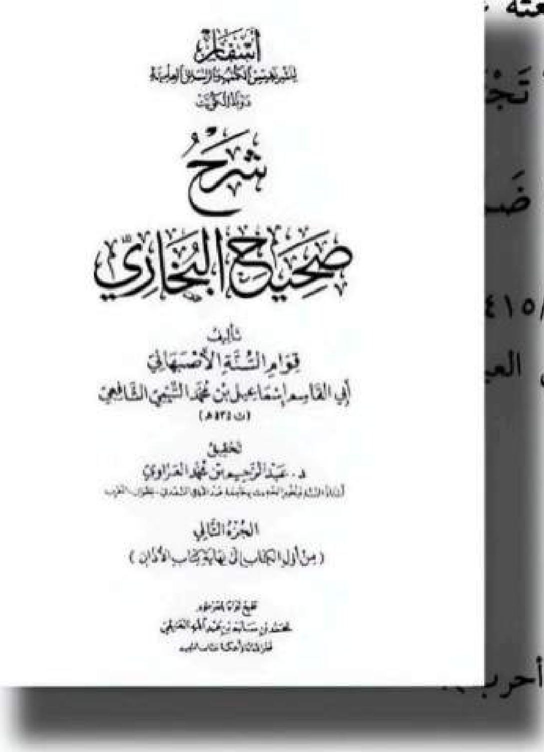
وَمِنْ بَابِ: التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ المَسْجِدِ

❁ حَدِيثُ ابنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما[2].

التَّعَاوُنُ فِي بُنْيَانِ المَسْجِدِ مِنْ أَفْضَلِ الأَعْمَالِ، لِأَنَّ ذَلِكَ مِمَّا يَجْرِي لِلْإِنْسَانِ أَجْرُهُ بَعْدَ مَوْتِهِ.

وَقَوْلُهُ: (يَدْعُوهُمْ إِلَى الجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ) يَعْنِي الخَوَارِجَ الَّذِينَ دَعَاهُمْ إِلَى الجَمَاعَةِ، وَلَيْسَ يَصِحُّ ذَلِكَ فِي حَقِّ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ أَثْنَى اللهُ عَلَيْهِمْ، وَشَهِدَ لَهُمْ بِالفَضْلِ، فَقَالَ تَعَالَى: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾[3].

قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ وَالتَّفْسِيرِ: هُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ.



قَالَ بَعْضُ العُلَمَاءِ[4]: صَحَّ أَنَّ عَمَّارًا بَعَثَهُ ...
الَّتِي فِيهَا العِصْمَةُ بِشَهَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ أُمَّتَهُ لَا تَجْ...

وَقَوْلُهُ: (فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى) الاحْتِبَاءُ: ضَ...

---

(١) القصة: الجصّ كما في مقاييس اللغة لابن فارس (١/٤١٥) ... والسَّاجُ: نوع من الخشب واحدتها ساجة كما في الع... للأزهري (١١/٩٨).

(٢) حديث (رقم: ٤٤٧).

(٣) سورة آل عمران، الآية: (١١٠).

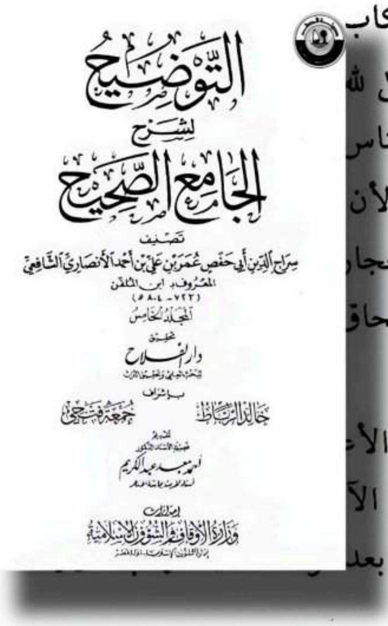
(٤) ينظر: شرح ابن بطال رحمه الله (٢/٩٩).

(٥) بعده في المخطوط: (وفي حديث الأحنف، وقيل: أحرب ...

حدیثِ عمارؓ: شارحین کی نظر میں

ابن ملقنؒ (م:۸۰٤ھ) لکھتے ہیں کہ "حدیثِ عمارؓ" خوارج کے متعلق ہیں نہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق۔ صحابہ کے متعلق اچھی تاویل کی جائے۔ کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ صحابہ کے متعلق ایسی بات کہے۔ صحابہ کرام کے متعلق اللہ تعالٰی نے تعریف کی ہے اور افضلیت کی گواہی دی ہے۔

(التوضیح لشرح ابن ملقن 537/5)



وقوله: (لبنة..) إلىٰ آخره، فيه: ٱرتكاب

قال ابن إسحاق: وعمار أول من بنىٰ لله

فكيف أضاف إليه بنيانه، وقد بناه معه الناس

فنقول: إنما عنىٰ بهٰذا مسجد قباء؛ لأن

رسول الله ﷺ ببنيانه، وهو الذي جمع الحجار

ﷺ ٱستتم بنيانه عمار، كذا ذكره ابن إسحاق

الثالثة:

التعاون في بنيان المسجد من أفضل الأ

الإنسان أجره بعد مماته، ومثل ذلك حفر الآ

يعم العامة نفعها، والولد الصالح يدعو له بعد

بيان ما ٱختلف فيه من قصة عمار[٤].

وقوله: «يدعوهم إلى الجنة، ويدعونه إلى النار» إنما يصح ذلك في الخوارج الذين بعث إليهم علي بن أبي طالب عمارًا يدعوهم إلى الجماعة، وليس يصح في أحد من الصحابة؛ لأنه لا يجوز لأحد من المسلمين أن يتأول عليهم إلا أفضل التأويل؛ لأنهم الصحابة الذين أثنىٰ الله عليهم وشهد لهم بالفضل بقوله: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾. قال المفسرون: وهم أصحاب محمد ﷺ، وقد صح أن عمارًا بعثه علي إلى الخوارج يدعوهم إلى الجماعة التي فيها العصمة بشهادة النبي ﷺ أن أمته لا تجتمع علىٰ ضلال[١].

(١) حكىٰ هٰذا القول عن ابن إسحاق السهيلي في «الروض الأنف» ٢/ ٢٤٨ باعتباره أثرًا، وهٰذا الأثر رواه عن القاسم بن عبد الرحمن ابن سعد في «طبقاته» ٣/ ٢٥٠، وابن أبي شيبة ٦/ ٣٨٩ (٣٢٢٤٣)، ٧/ ٢٥١ (٣٥٧٧٢)، ٧/ ٣٤١ (٣٦٥٩٢)، وابن أبي عاصم في «الأوائل» ١/ ٩١- ٩٢ (١١٥)، والطبراني ٩/ ١٩٥- ١٩٦ (٨٩٦١)، وفي «الأوائل» ١/ ١٠٩ (٨٠)، والحاكم ٣/ ٣٨٥. ذكره الهيثمي ٢/ ١٠، ٥/ ٢٧١، وقال: رواه الطبراني، وإسناده منقطع.

فرمان نبوی ﷺ

تم لوگ میرے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ کی اقتدا کرنا، عمارؓ کے طریقے کو اپنانا اور عبد اللہ بن مسعودؓ کی تصدیق کرنا

حضرت معاویہؓ پر کیے جانے والے مرکزی اعتراض کا علمی جواب

قاتلِ عمار رضی اللہ عنہ کون؟

احادیث کی روشنی میں تحقیقی نظر

مفتی عبد الواحد قریشی حفظہ اللہ

ادارۃ النعمان

مسجد کریمیہ، محلہ فاروق اعظم گلی قریشیاں والی مسلم بازار ڈیرہ اسماعیل خان پاکستان

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت

خلافت حیدری میں جنگ صفین کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کی مفسد سبائی ٹولی کے ہاتھوں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار ملک شام کے صوبہ رقہ میں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک روایت "حدیثِ عمار" کے نام سے مشہور ہے جس کو دور حاضر میں کئی فتنہ پرور عناصر اور کچھ ناعاقبت اندیش لوگ محض اپنی جہالت اور قصور فہم کی بناء پر اپنی مکروہ ذہنیت کا لبادہ پہنا کر عظیم صحابیِ رسول، کاتب وحی اور رسول اللہ ﷺ کے برادر نسبتی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے مخلص ساتھیوں پہ الزام تراشی کی جسارت کرتے رہتے ہیں۔

نوٹ: اس حوالے سے مکمل بحث بندہ کی تفصیلی کتاب "اَلْفَيْضُ الْمِدْرَارُ فِي تَحْقِيقِ حَدِيثِ عَمَّارٍ" المعروف بہ "حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حدیثی حقائق" کا مطالعہ فرمائیں، اس میں اس موضوع کے تقریباً تمام اعتراضات کا حل موجود ہے۔

حدیث عمار

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى ذِكْرُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ الاٰية القرآن

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهٗ وَاَدَّاهُ كَمَا سَمِعَ ۔ (الحدیث)

◎

پڑھتا ہے بخاری جو بلا عشقِ محمدؐ
آتا ہے بخار اس کو بخاری نہیں آتی!

اِحسَانُ البَارِی لِفَھمِ البُخَارِی

والدِ محترم حضرۃ مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صاحب صفدر شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ طلبۂ حدیث سے بخاری شریف کی تدریس کے وقت جو علمی مضامین پہلے سالہا سال تک زبانی بیان کرتے رہے جنکو باذوق حضرات تحریر کرتے رہے اور پھر علالت اور پیرانہ سالی کی وجہ سے بجائے زبانی املاء کے حضرۃ مولانا سعید الرحمٰن علوی فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی ۱۴۰۵ھ کی ضبط اور تحریر کردہ کاپی کو سامنے رکھ کر بقید حروف چند اہم ابحاث املاء کرواتے رہے، اب ایک خاص ترتیب سے مزید اضافات اور حواشی کے ساتھ افادہ علماء کرام اور طلباءِ عظام کے لیے طبع کرایا جا رہا ہے بعض بعض مقامات میں راقم الحروف کے حوالے اور اضافات اور حواشی بھی شامل ہیں۔ اگر کسی صاحبِ علم کو اس میں کوئی معقول علمی غلطی نظر آئے تو تصحیح کے لیے اطلاع دینے والے کا شکریہ ادا کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

العبد: رشید الحق خان عابد بن شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد سرفراز خان صفدر دام مجدہم

يدعون الى خلاف ذٰلك لكنهم معذورون للتأويل الذى ظهر لهم (شرح مسلم ج۲ ص۲۷۲۔ وفتح الباری ج۱ ص۵۴۲)

تھے لیکن وہ مجتہد تھے اور مجتہدین کو اس تأویل کی وجہ سے جو اُن کے سامنے تھی اپنے ظنوں کی اتباع لازم تھی اور وہ معذور تھے ان پر کوئی ملامت نہیں۔

اور ایسا ہی جواب بعض دیگر شراح حدیث نے بھی دیا ہے اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمارؓ حق پر تھے اور وہ دوسرے فریق کو درحقیقت جنت کی طرف دعوت دیتے تھے اور دوسرا گروہ غلطی پر تھا مگر ان کا اجتہاد اور ظن یہ تھا کہ وہ بھی جنت کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور مجتہد کو اپنے اجتہاد اور ظن کی پیروی لازم ہوتی ہے اور اس پر شرعاً کوئی ملامت نہیں ہوتی اور غلطی پر بھی مجتہد کو گناہ نہیں ہوتا بلکہ ایک اجر پھر بھی ملتا ہے (الحدیث البخاری ج۲ ص۱۰۹۲ ومسلم ج۲ ص۷۶ واذا حكم فاجتهد ثم اخطأ فله اجر) لہٰذا باوجود غلطی کے شرعاً ان پر کوئی گرفت اور ملامت نہیں بلکہ وہ اجر و ثواب کے مستحق ہیں اور ان کے صحابی، جنتی، مسلمان اور مومن ہونے پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ اگرچہ حدیث کی یہ تأویل اور شراح حدیث کا یہ جواب بھی اپنی جگہ اور اپنے انداز میں غلط نہیں ہے۔ مگر اس میں اصولی طور پر یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے کہ حضرت عمارؓ کو حضرت امیر معاویہؓ اور ان کے مومن اور مخلص ساتھیوں نے قتل کیا تھا اور اس اجتہادی خطا اور قتل کی وجہ سے وہ باغی ٹھہرے اگرچہ مجتہد ہونے کی وجہ سے ان پر گناہ اور ملامت نہیں مگر ذیل کے حقائق پر نظر ڈالتے ہوئے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ اور ان کے مخلص ساتھیوں اور حضرات صحابہ کرامؓ کا دامن حضرت عمارؓ کے قتل کرنے سے بالکل پاک صاف ہے، نہ تو انہوں نے حضرت عمارؓ کو قتل کیا اور نہ ہی وہ باغی اور داعی الی النار بنے

(۱) عبداللہ بن سبا یمنی یہودی اور اس کی سبائی پارٹی نے اسلام کو مٹانے اور اس کا حلیہ بگاڑنے کے لیے جو جو حربے اختیار کیے وہ اظہر من الشمس ہیں، یمن کے ان یہودیوں کی یہ ناپاک سازش اور پھر ایران کے آتش پرستوں کی اسے پروان چڑھانے کی خبیثانہ جسارت



فَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (القرآن)
نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهٗ وَاَدَّاهُ كَمَا سَمِعَ ۔ (الحدیث)

پڑھتا ہے بخاری جو بلا عشقِ محمدؐ
آتا ہے بخار اس کو بخاری نہیں آتی!

اِحسَانُ البَارِی لِفَہمِ البُخَارِی

والد محترم حضرت مولانا ابو الزاہد محمد سرفراز خان صاحب صفدر شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ طلبہ حدیث سے بخاری شریف کی تدریس کے وقت جو علمی مضامین پہلے سالہا سال تک لسانی بیان کرتے رہے جنکو باذوق حضرات تحریر کرتے رہے اور پھر علالت اور پیرانہ سالی کی وجہ سے بجائے زبانی املاء کے حضرت مولانا سید الرحمٰن علوی فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی ۱۴۲۸ھ کی ضبط اور تحریر کردہ کاپی کو سامنے رکھ کر بقید حروف چند اہم ابحاث املاء کرواتے رہے اب ایک خاص ترتیب سے مزید اضافات اور حواشی کے ساتھ افادۂ علماء کرام اور طلباء عظام کیلئے طبع کرایا جارہا ہے بعض بعض مقامات میں راقم الحروف کے حوالے اور اضافات اور حواشی بھی شامل ہیں۔ اگر کسی صاحبِ علم کو اس میں کوئی معقول علمی غلطی نظر آئے تو تصحیح کیلئے اطلاع دینے والے کا شکریہ ادا کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔
العبد: رشید الحق خان عابد بن شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دام مجدہم

واماعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فخلافتہ صحیحۃ بالاجماع و
قتل مظلومًا وقتلتہ الفسقۃ
الی قولہٖ ولم یشارك فی قتلہٖ
احد من الصحابۃؓ (شرح مسلم ص۲۷۲ ج۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کے ...
کی کاروائی تھی یہ ساری کاروائی سبائیوں کی تھی۔ حا...

ولیس فیھم صحابی وللہ الحمد

(البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص۲۳۹)

الغرض یہ سب کارستانی سبائی پارٹی اور اسلام ...
کرتی رہی اور اندر سے اسلام کی جڑیں کاٹتی رہی۔

(۴) اُس زمانہ میں عوامی لڑائیوں میں فوجوں کا کوئی باقاعدہ نظم ونسق نہ ہوتا تھا جو شخص بھی نیزا اور تلوار وغیرہ رائج الوقت ہتھیار لیکر میدان میں حاضر ہوجاتا وہی فوجی سمجھا جاتا تھا نہ تو اُن کے نام دفتروں اور رجسٹروں میں درج ہوتے تھے اور نہ ہی باقاعدہ فوجی ٹریننگ دی جاتی تھی وہ لوگ از خود ہی ذاتی طور پر جنگ کے جو جو طریقے اختیار کرتے وہی ان کی تربیت اور ٹریننگ ہوتی تھی اور اپنی اپنی صوابدید پر وہ اپنی بہادری کے کارنامے بتاتے تھے۔

(۵) سبائی پارٹی کے شریر، مُفسد اور منصوبہ باز کارندے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے حضرت علیؓ کی فوج میں بھی شامل تھے اور فتنہ سازی کی خاطر حضرت امیر معاویہؓ کے لشکر میں بھی گھسے ہوئے تھے اور مخلص مُسلمانوں کو ایک دوسرے سے بدظن کرنے اور آپس میں لڑانے کا کوئی بھی دقیقہ کبھی انہوں نے فراموش نہیں کیا حضرت امیر معاویہؓ کے لشکر میں داخل ہونے والے انہیں فسادی لوگوں نے جو الفئۃ الباغیۃ اور یدعون الی النار کا مصداق تھے۔ حضرت عمارؓ کو شہید کیا تھا ان کے قاتلین میں کوئی بھی صحابی اور داعی الی الجنۃ

نہ تھا بلکہ سبھی ہی شریر فتنہ گر اور اسلام کی بیخ کنی کرنے والے تھے حضرت عمارؓ کو نہ تو کسی صحابی نے قتل کیا اور نہ وہ حضرت امیر معاویہؓ کے حکم اور رضا سے قتل ہوئے۔

قارئین کرام مندرجہ ذیل حقائق پر گہری نگاہ ڈالیں حقیقت بالکل واشگاف نظر آئے گی۔

(الف) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ چنانچہ مشہور محدث مفسر، فقیہ مؤرخ لغوی اور نحوی امام احمدؒ بن محمدؒ بن عبدربہ الاندلسیؒ (المتوفی ۱۸ رجادی الاولی ۳۲۸ھ) اور علامہ المحدث السمہودیؒ (المتوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں۔

یا ابن سُمیۃ لا یقتلك اصحابی
ولکن تقتلك الفئۃ الباغیۃ

اے (عمارؓ) ابن سُمیۃؓ تجھے میرے صحابی نہیں قتل کریں گے لیکن تجھے تو باغی فرقہ اور باغی جماعت قتل کرے گی۔

(العقد الفرید لابن عبدربہ الاندلسی ص۹۰ ووفاء الوفاء للسمہودیؒ ص۲۳۵ ج۱ وراجع سیرت ابن ہشام ص۴۹۷ ج۱)

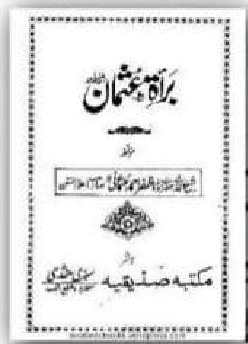
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس تاریخی پیش گوئی سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ حضرت عمارؓ کے قاتل حضرات صحابہؓ نہ تھے بلکہ باغی جماعت تھی۔ جنہوں نے اسلام دشمنی کے طور پر حضرت عمارؓ کو شہید کیا۔

(ب) جو لوگ اس حدیث کا یہ مطلب بیان کرتے اور یہ تأویل کرتے ہیں کہ حضرت عمارؓ کو قتل کرنے کی وجہ سے وہ لوگ باغی ہوئے اُن کی بات درست نہیں ہے کیونکہ نحوی طور پر الفئۃ الباغیۃ موصوف اور صفت بن کر تقتلہ کا فاعل بنتا ہے اور فاعل کا وجود اپنے فعل سے پہلے ہوتا ہے اس سے بالکل واضح ہوگیا کہ حضرت عمارؓ کا قاتل گروہ پہلے ہی سے باغی تھا جنہوں نے قتل جیسے فعل کا ارتکاب کیا نہ یہ کہ حضرت عمارؓ کو قتل کرنے کی وجہ سے وہ باغی ہوا۔

(ج) حضرت عثمانؓ اور حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا۔

تقتلك الفئۃ الباغیۃ قاتلك

کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا اور تیرا



"اِس جنگِ (صفین) کے دوران میں ایک واقعہ ایسا
نصِ صریح سے یہ بات کھولدی کہ فریقین میں سے حق
اور باطل پر کون؟ واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمّار بن یاسر
جو حضرت علیؓ کی طرف تھے، حضرت مُعاویہؓ کی فوج
ہوئے شہید ہو گئے اور حضرت عمّار کے بارے میں یہ حدیث صحابہ میں مشہور تھی۔

تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" | تم کو ایک باغی گروہ قتل کریگا!

پھر حافظ ابن حجر اور ابن کثیر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ:۔

"قتلِ عمّار کے بعد یہ بات واضح ہو گئی کہ حق حضرت علی کے ساتھ تھا۔" الخ!

مگر یہ بات صحابہ پر واضح نہیں ہوئی۔ اگر اُن پر بھی واضح ہو گئی ہوتی تو پھر تحکیم کی ضرورت کیا تھی؟ اور تحکیم کے بعد بقول ناقد کے حضرت علیؓ کے نمائندے ابو موسیٰ اشعری نے یہ کیوں کہا کہ "میری رائے یہ ہے کہ ہم دونوں حضرات (علی و معاویہ) کو الگ کر کے خلافت کے مسئلہ کو مسلمانوں کے باہمی مشورہ پر چھوڑ دیں، وہ جسے چاہیں مُنتخب کریں"؟ نصِ صریح کے بعد اِس قسم کی تحکیم کے کچھ معنی نہیں تھے۔ کسی کو اس میں رائے زنی کا حق تھا

اس سے صاف معلوم ہوا کہ قتلِ عمّار حضرت علیؓ کے حق پر ہونے اور حضرت معاویہؓ کے باغی ہونے پر صحابہ کے نزدیک نصِ صریح نہیں تھا۔ بات یہ ہے کہ جس طرح حضرت علیؓ کی فوج میں بلوائی قاتلانِ عثمان

حیلہ و تدبیر سے شامل ہو گئے تھے۔ ممکن ہے، اسی طرح کچھ بلوائی فوجِ مُعاویہ میں بھی شامل ہو گئے ہوں۔ اور انھوں نے حضرت معاویہ کو بدنام کرنے کے لئے حضرت عمّار کو قتل کر دیا ہو۔ جس کی ایک دلیل تو یہی ہے کہ قتلِ عمّار کے بعد بھی بات جہاں کی تہاں رہی اور کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ یہاں تک کہ تحکیم پر فریقین راضی ہو گئے۔ حضرت علی نے بھی اس وقت یہ نہیں کہا کہ قتلِ عمّار سے میرا حق پر ہونا واضح ہو چکا ہے۔ اب کسی تحکیم کی ضرورت نہیں رہی۔!

دوسرے "وَفَاءُ الْوَفَاء" میں اِس حدیث کو بزاز وغیرہ کے حوالہ سے یوں بیان کیا گیا ہے۔

يَا عَمَّارُ! لَا يَقْتُلُكَ أَصْحَابِي، تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔!	اے عمّار! تم کو میرے صحابی قتل نہ کریں گے بلکہ باغی گروہ قتل کرے گا۔!

اس حدیث میں جماعتِ باغیہ کو صحابہ کے مقابلہ میں لایا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ جماعتِ باغیہ صحابہ کے علاوہ کوئی (اور) جماعت تھی۔ اور حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا قطعی ہے۔ پس اُن کو قاتلِ عمّار کہنا ایسا ہی غلط ہے، جیسا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قاتلِ عثمان کہنا غلط ہے۔ اور باغی گروہ اُس وقت بالاتفاق وہ بلوائی تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے۔ پس وہی گروہ قاتلِ عمّار تھا جو خفیہ طریقہ سے فوجِ مُعاویہ میں شامل ہو گیا تھا۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ!

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قتلِ عمّار کی خبر سُن کر صاف فرما دیا تھا کہ

معاویہ ﷛ کے باہم جنگوں میں حق حضرت علی ﷛ کے ساتھ تھا اور حضرت معاویہ ﷛ اور ان کے ہم نوا اور ان کے رفقاء سے اجتہادی غلطی ہوئی تھی۔

روافض کی کارستانی

صحیح بات یہ ہے کہ اس مسئلے کے اندر روافض کی ریشہ دوانیوں کے نتیجے میں غلط سلط روایات کا تاریخ میں ایک انبار لگ گیا ہے۔ اس کی وجہ سے جو حقیقت ہے اس کا چہرہ روپوش ہوگیا، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں جماعتیں اپنے اپنے خیال کے مطابق اللہ ﷻ کی رضا کی خاطر، اللہ ﷻ کے دین کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جس طرح دو مجتہدوں کے درمیان اختلاف ہوتا ہے تو اُن میں سے ہر مجتہد اپنے طور پر، اپنی بساط کے مطابق حق تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے اور اس لحاظ سے وہ باعث اجر بھی ہوتا ہے **"ان اصابہ المجتھد فلہ اجر ان وان اخطأ ہ فلہ اجر واحد"** تو اگر غلطی بھی ہو جائے تو چونکہ اس نے نیت یہ کی تھی کہ وہ اللہ ﷻ کی صحیح رضا کو حاصل کرے گا، اس واسطے ایک اجر سے وہ بھی محروم نہیں ہوتا ہے۔ یہی معاملہ حضرت علی ﷛ اور حضرت معاویہ ﷛ کے درمیان تھا، دونوں کے مؤقف اپنی اپنی جگہ اجتہاد پر مبنی تھے۔

حضرت معاویہ ﷛ کا مؤقف

حضرت معاویہ ﷛ کا مؤقف یہ تھا کہ حضرت عثمان غنی ﷛ خلیفہ راشد تھے ان کو کچھ باغیوں نے آکر قتل کر دیا، تو ایک خلیفہ راشد کا قتل کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے اور بالخصوص ان حالات میں جبکہ اس سے پہلے اس قسم کا کوئی واقعہ عالم اسلام میں پیش نہیں آیا تھا تو گویا مسلمانوں کے درمیان تلوار چلانے کی سب سے پہلی بنیاد ڈالی گئی تھی، لہٰذا حضرت معاویہ ﷛ کا یہ مؤقف تھا کہ سب سے پہلا کام یہ ہے کہ حضرت عثمان ﷛ کے قاتلوں سے قصاص لیا جائے، چنانچہ ان کا مطالبہ شروع میں خلافت کا نہیں تھا بلکہ ان کا مطالبہ صرف یہ تھا کہ حضرت عثمان ﷛ کے قاتلوں سے قصاص لیا جائے اور جب تک ان سے قصاص نہیں لیا جاتا تو اس وقت تک ہم حضرت علی ﷛ کے ہاتھ پر اس لئے بیعت نہیں کریں گے کہ قاتلین عثمان ﷛ کے گروہ کے بہت سے لوگ حضرت علی ﷛ کے قریب پہنچ گئے تھے یعنی ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور مشاورت کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ اس واسطے کہتے ہیں کہ ان کے ہاتھ پر بیعت ہم اس وقت تک نہیں کریں گے جب تک کہ وہ قاتلین عثمان ﷛ کو پہلے پکڑیں اور پکڑ کر قصاص لیں۔

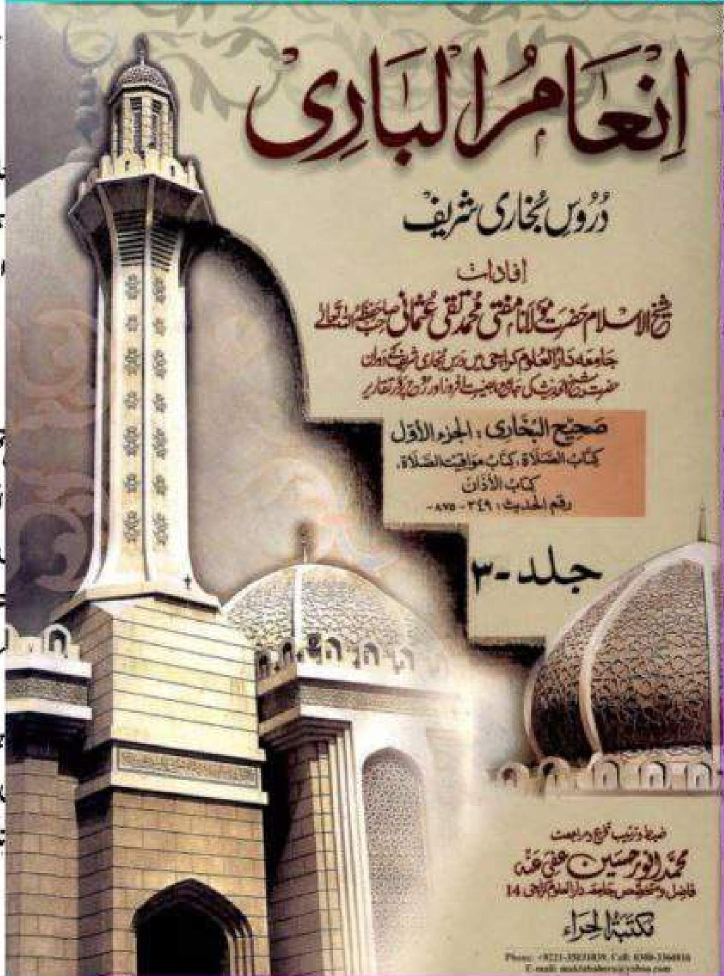
حضرت علی ﷛ کا مؤقف

حضرت علی ﷛ کا مؤقف یہ تھا کہ قصاص لینا یہ میرا حق ہے اور پہلے امیر مقرر ہو جائے اور اس کی حکومت

مستحکم ہو جائے تب ہی قصاص لے سکتا ہے۔ ہر ایک آدمی کا کام تو نہیں ہے کہ وہ قصاص لے۔ پہلے امارت وخلافت قائم ہونی چاہئے، اس کو استحکام حاصل ہونا چاہئے پھر وہ حضرت عثمان ﷛ کا قصاص لے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ فتنہ کا زمانہ تھا تو اس فتنہ کے زمانہ میں وہی لوگ جو قاتلین عثمان ﷛ تھے ان کا بڑا جتھہ اور بڑا گروہ تھا۔ تو ان پر ایک دم سے ہاتھ ڈالنا مشکل تھا، یہ اسی وقت ممکن تھا کہ ایک مرتبہ سارے لوگ حضرت علی ﷛ کو اپنا امیر مقرر کرلیں، ان کے ہاتھ پر بیعت کرلیں، ان کے ہاتھ مضبوط کریں اور مضبوط کرنے کے بعد پھر وہ ان لوگوں سے حضرت عثمان ﷛ کا قصاص لیں، اس لئے کہ وہ بڑے قوی جتھہ کے لوگ تھے۔

تو دو...



علماء اہل س...
اگر چ...
...اویہ ﷛ کا یہ کہنا کہ...
...ہونی چاہئے وہی قصا...
...اپنے اجتہاد کی بنیاد پ...

منافقین کی...

ایک...
...تھیں یعنی دونوں طر...
...ایک دوسرے کو پہنچا...
...اور خلافت کا دعویٰ...
...علی ﷛ کے بالکل...
...قصاص لینے کا نہیں ہے...
تو اس...
...ہوا۔ تو اصل میں حضر...
...کے نتیجہ میں یہ بعد...
...تاک جنگ ہوئی۔

حدیث عمار کا جواب:

اگر کہا جائے کہ سیدنا معاویہ کے ساتھ باغی تھے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمار کو مخاطب کر کے فرمایا: ''تجھے باغی جماعت قتل کرے گی۔''❶

❶ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب التعاون فی بنا المسجد، (حدیث:۲۸۱۲،٤٤٧)

ہم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔❶

بعض محدثین نے اس حدیث پر جرح کی ہے۔ بعض نے اس کی تاویل کی ہے اور باغی سے طالب مراد لیا ہے، مگر یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ امام ابوحنیفہ، مالک اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا معاویہ کے رفقاء میں باغی لشکر کے شرائط نہیں پائے جاتے تھے یہی وجہ ہے کہ آغاز کار میں ان سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا۔❷ بلکہ ارشاد ہوا کہ دو فریق لڑ پڑیں۔ تو ان میں صلح کرا دی جائے۔ پھر جو

فِرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ يَقْتُلُهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ!

جب مسلمانوں میں افتراق ہوگا اور اس گروہ کو وہ قتل کرے گا جو دونوں فرقوں میں سے حق کے زیادہ قریب ہوگا۔

تاریخ شاہد ہے کہ فتنۂ خوارج کا مقابلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا ان کا ظہور اُس وقت ہوا جب حضرت علی جنگِ صفین سے واپس کو نہ پہنچے، اور دوبارہ شام پر چڑھائی کی تیاری کر رہے تھے۔ یہ فتنہ اُن کیلئے مزید دردِ سر بن گیا۔ وہ اُسی فتنہ کے قلع قمع میں لگ گئے اور شام پر فوج کشی نہ کر سکے۔

حدیث میں فتنۂ خوارج کی ایک علامت بھی بتلائی گئی تھی کہ۔ اُن میں ایک کالا آدمی ہوگا، جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح ہوگا۔ جب حضرت علیؓ نے لشکرِ خوارج کو شکست دیدی تو اس شخص کو تلاش کیا گیا جو بہت سی لاشوں کے نیچے دبا ہوا تھا۔ اس کو دیکھ کر حضرت علیؓ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور فرمایا کہ :-

"یہی وہ جماعت ہے جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ اور میرے ہاتھوں سے قتل ہوئی۔!"

تو ہم کو یہی کہنا چاہیئے کہ "حضرت علی اور حضرت مُعاویہ" رضی اللہ عنہما دونوں حق پر تھے۔ مگر حضرت علی حق کے زیادہ قریب تھے جیسا حنفی علماءؒ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما دونوں حق پر ہیں۔ مگر

ابو حنیفہ حق سے زیادہ قریب ہیں۔ جملہ ائمہ مجتہدین کے بارے میں اُن کے مُعتقدین یہی کہتے ہیں۔

صحابیؓ کی نیت پر حملہ

آگے چل کر ناقد نے لکھا ہے کہ :-

"حضرت عثمانؓ کی شہادت کے دوسرے روز سخت معرکہ برپا ہوا۔ جس میں حضرت معاویہؓ کی فوج شکست کے قریب پہنچ گئی تھی۔

اُس ... دیا

کہ ...

" ھذ ... ے

بَینِ ... ہے"

اِس ... ہے۔ اور

یہ کوئی جُر... ورہے، کہ

جنگ ... حکم بنا کر

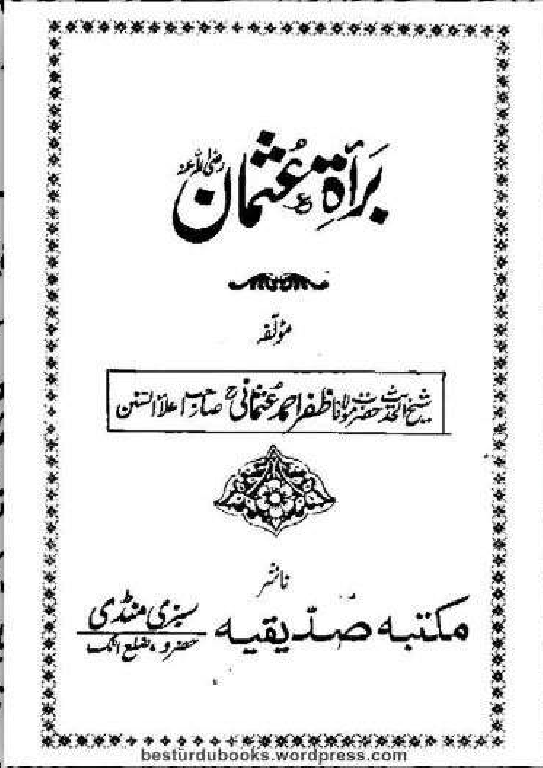
سے مقصو... فریق کو کوئی حق

نہیں۔ قرآ... کرنا بڑی

جرأت ہے ... بات واضح

ہوگئی کہ ... ناحق پر

ہونے کی ... باقی تھی



گئے اوران سے یہ بات کہی

محرح خلق کثیر فقالوا کلنا قتل

عثمان

جس کا جی چاہے ہم سے لڑا

وہ لوگ جنہیں تم دیکھ رہے ہو۔اس پر

ہو گئے اور)دونوں نے اس جنگ میں (

صفحہ

۲۔اخبار الطوال

نکل کر کہا کہ ''ہم سب عثمانؓ کے قاتل ہیں

۳۔ابو مسلم نے، جو خط کا ج

کے بعد نج کے طور پر گذارش کی کہ اگر

اہل شام خوشی کے ساتھ آپ کے ہاتھ پر

ہی خلافت کے مستحق ہیں۔جناب امیرؓ

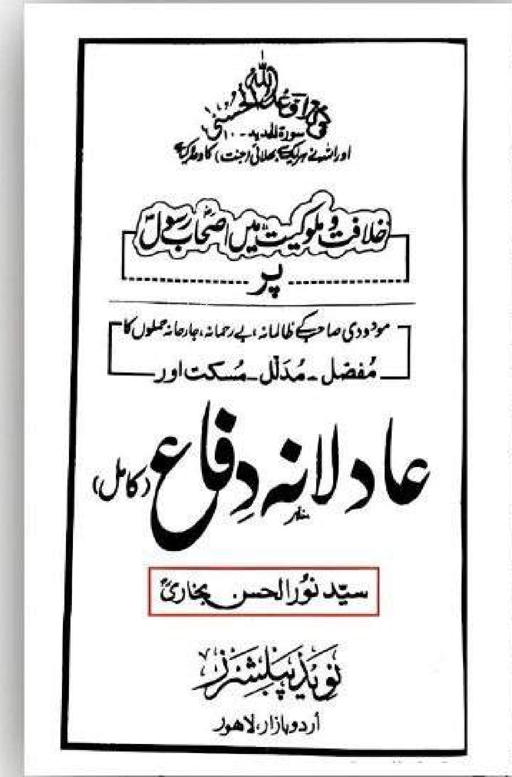
ابو مسلم جب دوسرے روز حاضر ہوئے تو

کر سب نے ایک ساتھ بآنگ بلند کہا

ابو مسلم نے متعجب ہو کر بارگا

سازش کر لی ہے۔حضرت علیؓ نے فرمایا

تک اختیار ہے۔'' (خلفائے راشدین'' صفحہ ۲۹۸) مطبوعہ اعظم گڑھ



الفئۃ الباغیہ:

تو حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی قاتل سبائی باغی پارٹی ہے۔ملعون سبائی پارٹی الفئۃ الباغیہ !! بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ صرف حضرت عمارؓ کے نہیں، حضرت طلحہ وزبیر اور جمیع شہداء جمل وصفین رضی اللہ عنہم کے قاتل بھی یہی خارجی ملعون ہیں۔حتیٰ کہ سیدنا حضرت علیؓ کے قاتل بھی یہی سبائی مردود ہیں۔کیونکہ فتنہ کا دروازہ انہی ملعونوں، مردوں نے کھولا تھا۔مسلمانوں میں اختلاف وانشقاق انہوں نے پیدا کیا تھا۔پھر جنگ کی آگ بھی انہی غنڈوں نے بھڑکائی تو درحقیقت یہ نہ صرف قاتلین عثمانؓ ہیں، بلکہ آپ کے بعد اس دور فتنہ میں جو بھی شہید ہوا سب کے قاتل یہی ہیں۔حضرت عمار ہوں یا حضرت طلحہ وزبیر حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہم

سب کے قاتل یہی سبائی مردود ہیں۔یہی باغی ٹولی ہے فئۃ باغیہ۔

ا۔امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

الذین قاموا علی عثمان وانکروا علیہ اشیاء اعتذر عن فعلھا ثم کانوا مع علی ثم خرجوا بعد ذلک علی علی ("فتح الباری" کتاب التوحید باب قول اللہ یاأیھا الرسول بلغ ما انزل الیک	(سبائیہ) حضرت عثمانؓ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔اور آپ کے سر ناکردہ گناہ تھوپ کر جھوٹا پروپیگنڈہ کیا۔(اور آخر آپ کو شہید کر کے رہے) اس کے بعد حضرت علیؓ کے ساتھ ہو گئے۔پھر حضرت علیؓ کے خلاف بھی خروج کیا۔(اور مآل کار آپ کو بھی جام شہادت پلایا)

۲۔سیدنا حضرت علیؓ خود بھی اس حقیقت کا اظہار فرماتے ہیں۔امام ابن کثیر نقل کرتے ہیں۔''آپ نے خطبہ شروع کیا۔خوارج نے آپ کو خطبہ میں روک دیا۔آپ منبر سے اتر آئے اور فرمایا: میری اور عثمان کی مثال سرخ، سفید اور سیاہ تین بیلوں کی سی ہے۔جنہیں مختلف اوقات میں یکے بعد دیگرے ایک شیر نے پھاڑ کھایا۔(البدایہ جلد ۷ صفحہ ۱۹۴)

سیدنا حضرت علیؓ نے یہ حقیقت بے نقاب فرما دی کہ حضرت عثمانؓ اور آپ کے مخالف و قاتل ایک ہی ہیں۔اس چالاک و عیار سبائی پارٹی نے نہایت عیاری و مکاری سے باری باری ہر دو حضرات کو ہدف ناوک بیداد بنایا۔

درحقیقت ابن سبا کی خارجی ٹولی کسی کی بھی حامی نہ تھی، یہ ملعون لوگ نہ حضرت عثمانؓ کی ذات کے دشمن تھے نہ حضرت علیؓ کی ذات کے دوست، دراصل یہ اسلام کے دشمن تھے اور اسلام سے یہودیت کا انتقام لینے کے لئے مسلمانوں میں خلاف وشقاق کا یہ سارا منصوبہ بنایا۔پہلے امام مظلومؓ کو گھر میں شہید کیا۔پھر جنگ جمل میں حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دس ہزار مسلمانوں کا خون پیا، پھر صفین میں حضرت عمار اور ہزاروں مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے۔اور گھر میں حضرت علیؓ کو شہید کر کے ان کے لہو سے اپنی پیاس بجھائی۔رضی اللہ عنہم تو یہ سارے کرتوت اسی سازشی ٹولی، اسی سبائی پارٹی فئۃ باغیہ کے ہیں لعنھم اللہ

۳۔شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ انہی سبائی ملعونوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ: ''ہر فتنہ اور ہر بلا کی اصل و اساس یہی ہیں اور اسلام میں جو شمشیریں عریاں ہوئی ہیں، ان میں سے اکثر انہی کی طرف سے چلی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اصل اور مادہ کے اعتبار سے یہ منافق ہیں۔

اصحابِ محمد ﷺ کا مدبرانہ دفاع

تصنیف

مولانا محمد بشیر احمد حامد حصاری

تلمیذ رشید: حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مکتبۃ الفیض

۵۔ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل کون؟

احادیث نبوی کی روشنی میں

صحیح مسلم کی مشہور حدیث البدایہ کے حوالے سے پہلے ذکر ہو چکی ہے کہ " ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعمار تقتلك الفئة الباغية "......رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار سے کہا کہ تجھے "الفئۃ الباغیۃ قتل کرے گی فئۃ باغیہ کا عربی میں استعمال دو طرح سے ہوگا "فئة باغيه" "الفئة الباغيه" ' ان میں پہلا نکرہ ہے جس کے معنی ہیں کوئی سی باغی جماعت یا ایک باغی جماعت۔ دوسرا معرفہ ہے جس کے معنی ہیں خاص باغی جماعت جو پہلے سے معلوم و متعارف ہے۔ لہٰذا اگر حدیث میں عبارت یہ ہوتی کہ "تقتلك فئة باغية" تو ترجمہ یہ ہوتا کہ تجھے کوئی باغی جماعت قتل کرے گی......یعنی قتل کرنے والی جماعت متعین نہیں بلکہ ان کا قتل ہونا ہی اس جماعت کو جس کے ہاتھوں وہ قتل ہوں گے باغی جماعت ہونا متعین کرے گا کیونکہ نکرہ ایک غیر متعین چیز ہے موقع پر بوقت قتل جس جماعت کی طرف منسوب ہوگا اس جماعت کو فئہ باغیہ سمجھ لیا جائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے جب فئہ باغیہ نکرہ ہو لیکن حدیث شریف میں ایسا نہیں ہے بلکہ حدیث شریف میں "الفئة الباغية" ہے جو معرفہ ہے جس کا مطلب ہے پہلے سے معلوم و معروف باغی جماعت گویا وہ جماعت جسے عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل بتایا جا رہا ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں پہلے سے معلوم و متعارف ہے اسی لئے اسے "معرف بال" یعنی ال کے ساتھ معرفہ لایا گیا ہے' جس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اس فتنہ پرور گروہ سے مستقبل میں امت کو مستقل طور پر واسطہ پڑنے والا تھا جس کا سلسلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت ہی سے شروع ہو جانا تھا لہٰذا ضروری ہوا کہ خاتم النبیین ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس گروہ سے پوری طرح متعارف کرائیں تاکہ امت اس گروہ کو پہچان لے اور اس کی شر انگیزیوں سے محفوظ ہو سکے اب سوال یہ ہے کہ الفئۃ الباغیۃ کے معرف بال" ہونے سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ یہ گروہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں متعارف تھا غیر معروف نہیں تھا لیکن اس کا یہ معروف ہونا کیا کوئی ایسا راز ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے علم تک ہی رہا؟ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس گروہ کے تعارف کو بعد والوں کی طرف بھی منتقل کیا؟......آیئے! اس بارے

میں حدیث کی طرف ہی رجوع کریں' حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمار رضی اللہ عنہ سے کہا:

" ويح يا عمار تقتله الفئة الباغية يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار " (البدایہ ۷/۲۷۰)

"ہائے رے عمار رضی اللہ عنہ! اسے باغی گروہ قتل کرے گا یہ انہیں جنت کی طرف دعوت دیتا ہوگا اور وہ اسے آگ کی طرف دعوت دیں گے......

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں:

" انى سمعت رسول الله ﷺ يقول تقتله الفئة الباغية الناكبة عن الطريق " (طبری ۴/۲۷)

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے عمار رضی اللہ عنہ کو باغی جماعت قتل کرے گی جو سیدھے راستہ سے دور ہٹی ہوگی۔"

ان دو احادیث سے حسب ذیل امور واضح ہوتے ہیں۔

۱۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہادت کی موت کا اعزاز پائیں گے۔

۲۔ الفئۃ الباغیۃ (باغی گروہ) کے ہاتھوں قتل ہوں گے۔

۳۔ وہ باغی گروہ آگ کی طرف دعوت دینے والا ہوگا۔

۴۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا اس جہنمی گروہ کو جنت کی طرف دعوت دینا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کا سبب بنے گا۔

۵۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل یہ باغی گروہ (الفئۃ الباغیۃ) صراط مستقیم سے دور ہٹا ہوا ہوگا۔

ان امور میں سے مؤخر الذکر چار باتیں ایسی ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت باجماع اہل حق ان چار باتوں میں سے کسی ایک کا بھی مصداق نہیں ہیں۔

صحیح بخاری کی مشہور حدیث ہے جسے حافظ ابن کثیر نے ام المومنین ام سلمہ حضرت ابوبکرۃ اور حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت سے متعدد سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے کہ آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

ساتھ ثابت کردی کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی قاتل الفئۃ الباغیۃ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت نہیں۔

پھر یہ کونسی جماعت ہے کہ جس کا "معرف بال" ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ "الفئۃ الباغیۃ" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جانی پہچانی جماعت تھی! آیئے ایک اور حدیث پر غور کریں:

"عن سوید بن غفلة قال سئالت علیاً عن الخوارج فقال جاء ذوالثدية المخدجی الی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یقسم فقال کیف تقسم ؟والله ما تعدل اقال فمن یعدل؟فهم به اصحابه فقال دعوهٔ سیکفیکموه غیرکم یقتل فی الفئة الباغیة یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیةقتالهم حق علی مسلم"۔ (کنز العمال ۱۱/۳۰۱)

"سوید بن غفلہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی سے خوارج کے بارے میں پوچھا تو وہ فرمانے لگے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (پیدائشی طور پر ایک بازو نہ ہونے کی وجہ سے) ذوالثدیہ المخدجی کے نام سے مشہور تھا آپ مال تقسیم فرمارہے تھے وہ کہنے لگا آپ کس طرح تقسیم کررہے ہیں؟ اللہ کی قسم آپ انصاف نہیں کررہے! آپ نے فرمایا پھر کون انصاف کرے گا؟! صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے قتل کرنا چاہا آپ نے فرمایا چھوڑ دو! تمہارے علاوہ اور لوگ ہیں جو اس سے نمٹ لیں گے اور اسے "الفئۃ الباغیۃ" (باغی گروہ) میں قتل کیا جائے گا اور وہ فئہ باغیہ دین سے اس طرح پار نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے پار نکل جاتا ہے اور ان سے جنگ کرنا مسلمان پر لازم ہے"۔

اس حدیث سے جو مسائل واضح ہوئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

① قتل عمار رضی اللہ عنہ "الفئة الباغیه" کی پہچان نہیں بلکہ "الفئة الباغیه" کی پہچان "ذو الثدیه المخدجی" نامی شخص کا اس گروہ میں قتل کیا جانا ہے۔

② اس باغی گروہ (فئہ باغیہ) کا قتل عام ہوگا۔

③ یہ لوگ دین سے پار نکل جائیں گے نرے دعووں اور باتوں کے سوا دین سے ان کا اور

کوئی تعلق نہ ہوگا۔

④ یہ وہ بدنصیب گروہ ہے کہ ان کے خلاف جنگ کرنا مسلمانوں پر لازم کردیا گیا۔

⑤ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی چونکہ اس حدیث کے راوی ہیں اس لئے وہ اس گروہ کو خوب پہچانتے ہیں۔

اب ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ مخدجی شخص کہاں کن لوگوں کے ساتھ قتل ہوا اور وہ بدنصیب لوگ کون تھے جو "الفئة الباغیه" کا مصداق بنے اور وہ کہاں سے ظہور پذیر ہوئے اور کس کے ہاتھوں قتل ہوئے؟......

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کے حوالے سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی راویت نقل کی ہے:

"عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله ﷺ تفترق امتی فرقتین فتمرق بینهما مارقةفیقتلها اولی الطائفتین بالحق۔" (البدایہ ۷/۲۷۸ طبع لاہور)

"ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت دو گروہوں میں بٹ جائے گی پھر ان دو کے درمیان ایک اور گروہ دین سے پار نکل جانے والا نکلے گا اس گروہ کو امت کے دو گروہوں میں سے وہ قتل کرے گا جو دونوں میں حق کے قریب تر ہوگا۔"

اس حدیث شریف میں حسب ذیل مسائل بیان ہوئے ہیں:

① اس سے پہلی حدیث میں "الفئة الباغیه" کے بارے میں ذکر تھا کہ وہ دین سے پار نکل جائیں گے۔ زیر بحث حدیث شریف میں اس نسبت سے ان کو "مارقۃ" (پار نکل جانے والے) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ گویا الفئۃ الباغیۃ" کو اب ایک نیا نام بھی مل گیا۔ "مارقۃ"

② امت دو گروہوں میں بٹے گی چنانچہ یہ دو گروہ قصاص خلیفۃ النبی ﷺ عثمان ابن عفان کے طریق کار میں اختلاف پر وجود میں آئے۔

۱۔حضرت علی کا گروہ ۲۔حضرت امیر معاویہ کا گروہ

③ ایک تیسرا گروہ ان دو گروہوں کے درمیان ابھرے گا اس کا نام ''مارقہ'' (دین سے پار نکل جانے والے) ہے۔

④ یہ گروہ واجب القتل ہے۔

⑤ اس گروہ مارقہ کو امت کے دو گروہوں میں سے وہ قتل کرے گا جو حق کے قریب تر ہوگا۔

⑥ کسی بھی اجتہادی مسئلہ میں رائے کے اختلاف کی بنیاد پر دو گروہوں میں بٹ جانا ایسی بات نہیں جس پر ہدایت اور گمراہی کا فتویٰ لاگو کر دیا جائے۔

عن ابی سعید قال قال رسول الله ﷺ تفترق امتی فتمرق منهم مارقة يمرقون من الدين كمايمرق السهم من الرمية لا يرتدون الى الاسلام حتى يرتد السهم فوقه سيماهم التحليق يقتلهم اولىٰ الطائفتين بالحق فلما قتلهم علی قال ان فیهم رجلًا مخدجا''۔ (کنز العمال ۱۱/۳۰۹)

''ابوسعید کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امت میں اختلاف ہوگا تو ان میں سے ایک ''مارقہ'' نکلے گا جو دین سے اس طرح پار نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے پار نکل جاتا ہے ان کا اسلام کی طرف لوٹنا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے تیر کا واپس اپنے وتر پر لوٹنا ناممکن ہے ان کا ایڈریس سر منڈانا ہے انہیں قتل کرے گا امت کے دو گروہوں میں سے وہ جو حق سے قریب تر ہوگا پھر جب حضرت علی ؓ نے انہیں قتل کیا تو فرمایا کہ یقیناً ان میں ایک ''مخدج'' ناقص الخلقت آدمی ہے۔''

اس حدیث شریف میں درج ذیل مسائل بیان ہوئے ہیں:

① ''الفئۃ الباغیۃ'' جس کا دوسرا نام ''مارقہ'' ہے ان کا اسلام کی طرف لوٹنا ناممکن ہے۔

② سر منڈانا ان کا یونیفارم اور ان کا ایڈریس ہے کیونکہ سر منڈانا فی نفسہ کوئی ناجائز فعل نہیں خود حضرت علی ؓ سر منڈاتے تھے لیکن یہ لوگ سر منڈانے کو اپنے لئے بطور یونیفارم

اختیار کریں گے تبھی اسے ''سیماھم'' ان کی پہچان کہا گیا'' گویا سر منڈانے کا تذکرہ ان کی مذمت کے لئے نہیں بلکہ ان کہ پہچان کے لئے کیا گیا ہے۔

③ امت کے دو گروہوں میں سے جو گروہ اس ''مارقہ'' کو قتل کرے گا وہ گروہ دونوں میں سے حق کے زیادہ قریب تر ہوگا جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں گروہ برحق ہیں لیکن ''مارقہ'' کا قاتل گروہ حق سے زیادہ قریب ہے۔

④ دین سے پار نکل جانے والے اس گروہ کو حضرت علی ؓ نے قتل کیا لہٰذا وہ گروہ معاویہ ؓ کی نسبت حق سے زیادہ قریب ہوئے۔

⑤ حضرت علی ؓ جب انہیں قتل کر چکے تو فرمایا ان میں ایک'' مخدج '' (ناقص الخلقت) آدمی بھی ہے۔

حضرت علی ؓ کی اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ ''ذوالثدیۃ المخدج'' شخص جس کا ''الفئۃ الباغیۃ'' میں قتل ہونا حدیث شریف میں بتایا گیا ہے وہ اس گروہ ''مارقہ'' میں قتل ہوا اس شخص کا پورا عرفی نام ''ذوالثدیۃ المخدج'' ہے لیکن اسے ''ذوالثدیۃ'' ''ذوالیدیہ'' ''مخدج'' ''مخدج الید'' ''مثدون الید'' ''مودن الید'' وغیرہ ناموں سے بھی روایات میں ذکر کیا گیا ہے دراصل اس کا ذکر روایات میں بکثرت آیا ہے کیونکہ اس گروہ میں اس کے قتل ہونے کو ''الفئۃ الباغیۃ'' کی ایک خاص علامت بتایا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت علی نے اس گروہ کو قتل کرنے کے بعد اس شخص کو پورے اہتمام سے تلاش کرایا اور جب وہ انہیں نہیں مل رہا تھا تو بے حد پریشان ہوگئے تھے۔البدایہ میں مسند احمد کے حوالے سے ابوسعید خدری ہی کی روایت ہے جس میں ہے کہ صحابہ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

''هل من علامة يعرفون بها قال فيهم رجل ذويديه او ثديه محلقي رئوسهم'' (البدایہ ۷/۲۹۸ طبع لاہور)

''کیا ان کی یعنی (الفئۃ الباغیۃ کی) نشانی بھی ہے جس سے انہیں پہچان لیا جائے؟ آپ نے فرمایا ان میں ''ذویدیہ'' یا فرمایا ''ذوثدیہ'' (راوی کو شک ہے) نامی ایک آدمی ہوگا۔

انہی میں ہے پھر ہم نے مقتولوں کو الٹ پلٹ کیا لیکن وہ ہمیں نہ ملا، ہم نے واپس آ کر کہا امیر المومنین وہ ہمیں نہیں ملتا! فرمایا: اس جگہ کا کیا نام ہے؟ ہم نے کہا نہروان! فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے، تم جھوٹ کہتے ہو وہ یقیناً انہی میں ہے لہذا اسے ڈھونڈو! چنانچہ ہم نے پھر اسے ڈھونڈا تو آخرکار وہ ایک نالی سے مل گیا جسے ہم لے آئے" (البدایۃ ۷/۲۹۳)

"حبیب بن ثابت کہتے ہیں میں نے شقیق بن سلمہ سے کہا مجھے ذو الثدیہ کے بارے میں حدیث سنایئے وہ کہنے لگے جب ہم نے ان سے جنگ کی تو حضرت علی نے کہا کہ ایک آدمی کو تلاش کرو جس کی علامت یہ ہے اور یہ ہے ہم نے اسے ڈھونڈا تو وہ ہمیں نہ ملا تو حضرت علی ؓ رو پڑے اور فرمانے لگے اسے ڈھونڈو واللہ کی قسم نہ میں نے جھوٹ کہا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے کہتے ہیں پھر ہم نے تلاش کیا لیکن وہ پھر نہ ملا کہتے ہیں حضرت علی ؓ پھر اپنے شہبا خچر پر سوار ہوئے اب کی بار ہم نے تلاش کیا تو بالآخر اسے سرکنڈے کے پودے کے نیچے سے ڈھونڈ نکالا جونہی حضرت علی ؓ نے اسے دیکھا فوراً سجدہ میں گر گئے"۔ (البدایہ ۷/۲۹۴ طبع لاہور)

ان روایات سے حسب ذیل مسائل واضح ہوتے ہیں:

① جنگ کے بارے میں حضرت علی کی احتیاط یعنی جن کا قتل رسول اللہ ﷺ واجب اور فرض قرار دے چکے ہیں پہلے تو آپ یہ بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ یہ لوگ اس روش سے باز آ جائیں جو ان کے قتل کو واجب کرتی ہے لیکن پھر جب یہ ناگوار فریضہ آپ کو انجام دینا ہی پڑا تو پھر سخت پریشان ہیں یہ تسلی کرنے کے لئے کہ خدانخواستہ یہ اقدام غلط تو نہیں؟ پھر جب مخدجی کی لاش دریافت ہوئی جس پر یہ تسلی ہوگئی کہ واقعۃً یہ لوگ "الفئۃ الباغیۃ" تھے تو آپ بے ساختہ سجدہ میں گر گئے اس بات پر شکر بجالاتے ہوئے کہ کسی کا ناحق خون نہیں بہا! اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ محض عمار کے قتل کی خبر سن کر صفین میں صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین کی جماعت کے خلاف حضرت علی اعلان جنگ کر دے؟ ناممکنات میں سے ہے۔

② حدیث شریف میں "الفئۃ الباغیۃ" کی پہچان کے لئے علامات بہت واضح کی گئی ہیں تاکہ غلطی میں کوئی ناحق قتل نہ ہو پائے۔

③ اگر ان خارجیوں میں "الفئۃ الباغیۃ" والی علامات نہ ہوتیں تو پھر یہ لوگ اپنے ایمان

وتقوی کے لحاظ سے بہترین لوگ تھے۔

④ حضرت علی ؓ کو ان کے فئہ باغیہ ہونے کا پورا یقین تھا اس لئے مخدجی کو بار بار تلاش کرواتے ہیں اور جب وہ نہیں ملتا تو رو پڑتے ہیں اور ساتھ ہی کہتے ہیں تم جھوٹ کہتے ہو یقیناً ان میں ہے گویا یقین کے بعد اب اطمینان قلب درکار تھا۔۔۔۔۔

اب تک کی بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ "الفئۃ الباغیۃ" جو حضرت عمار ؓ کی قاتل ہے یہ وہ جماعت ہے جسے حضرت علی ؓ نے نہروان میں قتل کیا، رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ "عمار ؓ کو فئہ باغیہ قتل کرے گی" یہ فئہ باغیہ کی علامت اور پہچان بیان کرنے کے لئے نہیں ہے کیونکہ فئہ باغیہ کی علامت اور پہچان تو پوری وضاحتوں اور تاکیدوں کے ساتھ بیان کی جا چکی ہے بلکہ یہ قاتل عمار ؓ کی نسبت درست کرنے کے لئے ہے کہ عمار ؓ کا قاتل کون ہے؟ کیونکہ اس بارے میں یہاں دو دعوے باہم ٹکرا رہے ہیں اہل عراق کا دعوی کہ عمار ؓ کو اہل شام نے قتل کیا ہے! اہل شام کا دعوی کہ عمار ؓ کو اہل عراق نے قتل کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قاتل کا تعین میں اختلاف ہے قاتل کی دینی حیثیت زیر بحث نہیں کہ جس نے عمار ؓ کو قتل کیا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور کس نام سے اسے پکارا جائے؟

اور اس وقت میدان صفین میں تین گروہ ہیں حضرت معاویہ ؓ کا گروہ، حضرت علی ؓ کا گروہ تیسرا گروہ "الفئتہ الباغیتہ" جو سبائی گروہ کے نام سے مشہور ہے یہ گروہ اس وقت حضرت علی ؓ کے لشکر میں شامل ہے صفین میں حضرت عمار ؓ قتیل ہو جاتے ہیں، قاتل کون ہے؟...... اہل عراق کہتے ہیں اہل شام قاتل ہیں! اہل شام کہتے ہیں عراق والے قاتل ہیں!...... مستقبل میں پیش آنے والے اس اختلاف کا رسول اللہ علیہ وسلم نے پیشگی فیصلہ فرما دیا تاکہ قتل کا الزام کسی بے گناہ پر عائد نہ ہو لہذا فرمایا: عمار ؓ کو "الفئۃ الباغیتہ" قتل کرے گی وہی فتۃ باغیہ جس کا پہلا نشانہ فاروق اعظم ؓ بنے لیکن اس وقت تک یہ نمایاں ہو کر سامنے نہیں آئی تھی اس کا دوسرا نشانہ خلیفہ ثالث عثمان ؓ بن عفان بنے جب یہ جماعت طوفان کی سی طغیانی لے کر ابھری اس باغی جماعت کا تیسرا اور چوتھا نشانہ طلحہ ؓ و زبیر ؓ بنے جب اس فتنہ باغیہ کے ابلیسانہ اقدام نے جمل میں خلیفۃ النبی ﷺ علی ابن ابی طالب ؓ کی اصلاحی کوششوں کو سبوتاژ

محمول کیا اور ظاہر ہے کہ اپنے دوستوں کو

معاویہ اور دیگر صحابہ کرام کا حضرت عثمانؓ کے

علی کرم اللہ وجہہ کا ہوش اُن کے جوش

شہادت کا صدمہ حضرت معاویہؓ سے کسی

برابر کے شریک تھا۔ فرق اتنا تھا کہ کسی

دونوں ہی گروہ حضرت عثمانؓ کے عا

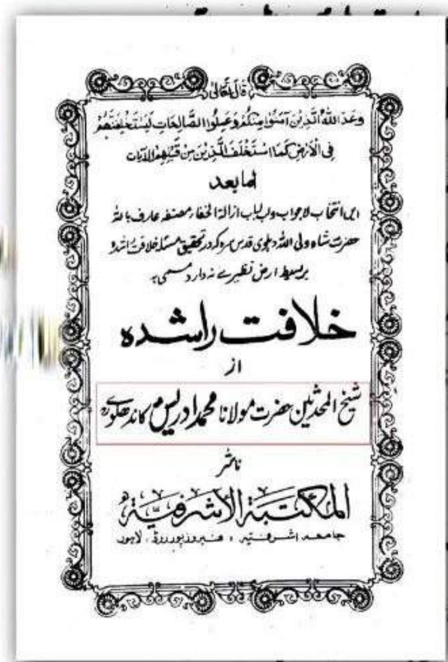
فریق دُوسرے سے بدگمان ہوا۔

ع عشق است

اور جوش ہوش سے لڑ پڑا۔ بعد میں

دونوں بعد ندامت و شرمساری میدان قتال سے واپس ہوئے۔

معاذ اللہ حضرت معاویہؓ کا مقصود یہ نہ تھا کہ خلیفۂ برحق کا مقابلہ کریں۔ اور اسلامی حکومت کے خلاف تلوار اُٹھائیں اور جو صحابہ کرام حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھے معاذ اللہ ان میں سے بھی کسی کا یہ قصد نہ تھا کہ حضرت معاویہ اور اُن کے ساتھ جو صحابہ کرام کی جماعت تھی اُن کے حق میں بغاوت کا لفظ ہرگز ہرگز استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ بغاوت کا لفظ اُس جگہ استعمال کیا جاتا ہے کہ جہاں دیدہ و دانستہ اسلامی حکومت کے خلاف تلوار اُٹھائی جائے اور اگر نیک نیتی سے مطالبہ قصاص کو تسلیم حکومت پر مقدم کر دیا جائے تو غایت مافی الباب اس صورت پر محض ظاہری اور صوری طور پر



قال اللہ تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الآیات

اما بعد

ایں انتخاب لاجواب و لب لباب ازالۃ الخفاء مصنفہ عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ کہ در تحقیق مسئلہ خلافت راشدہ بر بسیط ارض نظیرے ندارد مسمی بہ

خلافت راشدہ

از

شیخ المحدثین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی

ناشر

المکتبۃ الاشرفیۃ

جامعہ اشرفیہ، فیروزپور روڈ، لاہور

بغاوت کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے مرتکب پر کسی حال میں باغی کا اطلاق درست نہیں۔

ایک حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر سے یہ فرمایا کہ اے عمار! ایک روز ایک گروہ باغی تم کو قتل کریگا۔ سو اس باغی گروہ سے معاذ اللہ صحابہ کرام کی جماعت کا کوئی فرد مراد نہیں بلکہ اس سے وہ مفسد اور فتنہ پرداز لوگ مراد ہیں جو حضرت معاویہؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔ دیکھو تطہیر[1] الجنان واللسان عن الخطور والتفوہ بثلب سیدنا معاویہ بن ابی سفیان لابن حجر المکی ص ٣٣ مطبوعہ برحاشیہ صواعق محرقہ۔

جنگ جمل

حضرت عثمانؓ کی اس مظلومانہ شہادت کا صحابہ کرام کو غایت درجہ صدمہ تھا۔ اس لیے صحابہ کرام نے حضرت علی سے خلیفۂ شہید و مظلوم کے قصاص کا مطالبہ کیا۔ حضرت علیؓ نے باغیوں کی کثرت اور ظاہری شوکت اور قوت کو دیکھ کر یہ مناسب سمجھا کہ جب تک امور خلافت منظم نہ ہو جائیں اس وقت تک ان

---

[1] قال ابن حجر المکی یحمل (ای حدیث عمار) علی اخلاط من مع معاویۃ ولیسوا مجتہدین۔ انتہی ص ٣٣۔

کیا صحابی رسول سیدنا ابو غانیہ نے عمار ابن یاسر کو شہید کیا؟

روى حماد بن سلمة، عن كلثوم بن جبر، عن أبي غادية، قال: سمعت عماراً يشتم عثمان، فتوعدته بالقتل، فرأيته يوم صفين يحمل على الناس، فطعنته فقتلته. وأخبر عمرو بن العاص، فقال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «قاتل عمار وسالبه في النار».

إسناده فيه انقطاع.

اردو ترجمہ:

حماد بن سلمہ نے کلثوم بن جبر سے، انہوں نے ابو غادیہ سے روایت کیا، ابو غادیہ کہتے ہیں:

"میں نے عمار کو عثمان (رضی اللہ عنہ) کو برا بھلا کہتے ہوئے سنا، تو میں نے انہیں قتل کرنے کی دھمکی دی۔ پھر میں نے انہیں جنگِ صفین کے دن لوگوں پر حملہ کرتے دیکھا، تو میں نے نیزہ مار کر انہیں قتل کر دیا۔"

"پھر عمرو بن العاص کو اس کی خبر دی، تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: 'عمار کا قاتل اور اس کا سامان چھیننے والا دونوں جہنم میں ہیں۔'"

حکمِ سند:

"اس روایت کی سند میں انقطاع (سند کا ٹوٹا ہونا) ہے

سیر اعلام النبلاء الجزء الثاني مؤسسة الرسالة صفحہ ۵۴۴

رسول اللہ نے فرمایا اے ابن سمیہ عمار رضی اللہ عنہما

لا یقتلک أصحابي ولکن تقتلک الفئة الباغیة" کہ تجھے کو میرے صحابی قتل نہیں کریں گے، تجھ کو باغی جماعت قتل کرے گی

حوالوں کے سکین نیچے دیکھیں

نفحات الأزهار

في خلاصة عبقات الأنوار

للعلم الحجة آية الله

السيد حامد حسين اللكهنوي

حديث الثقلين - ٣

تأليف

السيد علي الحسيني الميلاني

الجزء الثالث

فسمعها عمار بن ياسر، فجعل يرتجز بها وهو لا يدري من يعني بها، فمر بعثمان فقال: يا ابن سمية، ما أعرفني بمن تعرض، ومعه جريدة فقال: لتكفن أو لأعترضن بها وجهك، فسمعه النبي ﷺ وهو جالس في ظل بيتي، يعني أم سلمة، وفي كتاب يحيى «في ظل بيته»- فغضب رسول الله ﷺ ثم قال: إن عمار بن ياسر جلدة ما بين عيني وأنفي، فإذا بلغ ذلك من المرء فقد بلغ، ووضع يده بين عينيه، فكف الناس عن ذلك، ثم قالوا لعمار: إن النبي ﷺ قد غضب فيك، ونخاف أن ينزل فينا القرآن، فقال: أنا أرضيه كما غضب، فقال: يا رسول الله مالي ولأصحابك؟ قال: مالك وما لهم؟ قال: يريدون قتلي، يحملون لبنة لبنة ويحملون علي اللبنتين والثلاث، فأخذ بيده فطاف به في المسجد، وجعل يمسح وفرته[1] بيده من التراب ويقول: يا ابن سمية لا يقتلك أصحابي، ولكن تقتلك الفئة الباغية.

(١) الوفرة: الشعر المجتمع على الرأس، أو ما جاوز شحمة الأذن.

وقد ذكر ابن إسحاق القصة بنحوه كما في تهذيب ابن هشام، قال: وسألت غير واحد من أهل العلم بالشعر عن هذا الرجز فقالوا: بلغنا أن علي بن أبي طالب ارتجز به، فلا ندري أهو قائله أم غيره، وإنما قال ذلك علي رضي الله عنه مطايبة ومباسطة كما هو عادة الجماعة إذا اجتمعوا على عمل، وليس ذلك طعناً.

وأخرج ابن أبي شيبة من مرسل أبي جعفر الخطمي قال: كان رسول الله ﷺ يبني المسجد وعبد الله بن رواحة يقول:

أفلح من يعالج المساجدا

فيقولها رسول الله ﷺ فيقول ابن رواحة:

يتلو القرآن قائماً وقاعداً

فيقولها رسول الله ﷺ.

وفي الصحيح في ذكر بناء المسجد: وكنا نحمل لبنة لبنة وعمار لبنتين لبنتين، فرآه النبي ﷺ فجعل ينفض التراب عنه ويقول: «ويح عمار تقتله الفئة الباغية، يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار» وقال: يقول عمار: أعوذ بالله من الفتن.

وأسند ابن زبالة ويحيى عن مجاهد قال: رآهم رسول الله ﷺ وهم يحملون الحجارة على عمار، وهو يبني المسجد، فقال: «ما لهم ولعمار؟ يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار، وذلك فعل الأشقياء الأشرار».

وأسند الثاني أيضاً عن أم سلمة قالت: كان رسول الله ﷺ وأصحابه يبنون المسجد، فجعل أصحاب النبي ﷺ يحمل كل رجل منهم لبنة لبنة وعمار بن ياسر لبنيتن لبنة عنه ولبنة عن رسول الله ﷺ فقام إليه رسول الله ﷺ فمسح ظهره وقال: «يا ابن سمية لك أجران وللناس أجر، وآخر زادك من الدنيا شربة من لبن، وتقتلك الفئة الباغية».

وفاء الوفا

بأخبار دار المصطفى ﷺ

تأليف

الشيخ العلامة نور الدين علي بن أحمد السمهودي

المتوفى ٩١١هـ

اعتنى به ووضع حواشيه

خالد عبد الغني محفوظ

١ - ٢

DKI

دار الكتب العلمية

أسسها محمد علي بيضون سنة 1971

بيروت - لبنان

المكتبة التخصصية للرد على الوهابية

وقال أيضاً: «أبوذر، عن محمد بن يحيى، عن محمد بن عبدالرحمن، عن أبيه، عن جده أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلّم، قالت: لم يبتى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم مسجده بالمدينة أمر باللبن يضرب وما يحتاج اليه، ثم قام رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فوضع ردائه، فلما رأى ذلك المهاجرون والانصار وضعوا أرديتهم وأكسيتهم يرتجزون ويقولون ويعلمون:

لئن قعدنا والنبي يعمل ذاك اذاً لعمل مضلل

قالت: وكان عثمان بن عفان رجلا نظيفاً متنظفاً فكان يحمل اللبنة ويجافي بها عن ثوبه، فاذا وضعه نفض كفيه ونظر الى ثوبه فاذا أصابه شيء من التراب نفضه! فنظر اليه علي رضي الله عنه فأنشد:

لايستوي من يعمر المساجدا يدأب فيها راكعاً وساجداً
وقائماً طوراً وطوراً قاعدا ومن يرى عن التراب حائداً

فسمعها عمار بن ياسر فجعل يرتجزها وهولايدري من يعني، فسمعه عثمان فقال: يابن سمية! ما أعرفني بمن تعرض؟ ومعه جريدة، فقال: لتكفن أو لاعترضن بها وجهك! فسمعه النبي صلّى الله عليه وسلّم وهو جالس في ظل حائط، فقال: عمار جلدة ما بين عيني وألفي، فن بلغ ذلك منه فقد بلغ مني واشار بيده فوضعها بين عينيه، فكف الناس عن ذلك وقالوا لعمار: ان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قد غضب فيك ونخاف أن ينزل فينا قرآن! فقال: أنا أرضيه كما غضب، فأقبل عليه فقال: يا رسول الله! ما لي ولا صحابك؟ قال ومالك ولهم؟ قال: يريدون قتلي يحملون لبنة ويحملون علي لبنتين، فأخذ به وطاف به في المسجد وجعل يمسح وجهه من التراب ويقول: يابن سمية! لايقتلك أصحابي ولكن تقتلك الفئة الباغية. فلما قتل بصفين وروى هذا الحديث عبدالله بن عمرو بن العاص، قال معوية: هم قتلوه لانهم أخرجوه الى القتل. فلما بلغ ذلك علياً قال: ونحن قتلنا أيضاً حمزة لانا أخرجناه».

ج: عثمان وعمار:

ويقولون: «كان عثمان بن عفان رجلاً نظيفاً متنظفاً، وكان يحمل اللبنة،

---

(١) راجع: طبقات ابن سعد ج١ قسم١ ص١٣٨، والكامل لابن الأثير ج٣ ص١٨٥، وفي البدء والتاريخ ج٥ ص١٧: أن رقية زوجة عثمان أسقطت علقة في السفينة في هجرتها الأولى إلى الحبشة.

(٢) فتح الباري ج٧ ص١٤٥.

فيجافي بها عن ثوبه، فإذا وضعها نفض كمه، ونظر إلى ثوبه، فإن أصابه شيء من التراب نفضه، فنظر إليه علي بن أبي طالب، فأنشأ يقول:

لا يستوى من يعمر المساجدا   يدأب فيها قائماً وقاعدا

ومن يرى عن التراب حائدا

فسمعها عمار بن ياسر، فجعل يرتجز بها، وهولا يدري من يعني بها، فمر بعثمان، فقال: يا ابن سمية، بمن تعرض ـ ومعه جريدة ـ فقال: لتكفن، أو لأعترضن وجهك، فسمعها النبي «صلى الله عليه وآله»، وهو جالس في ظل بيت أم سلمة ـ وفي رواية: في ظل بيته ـ فغضب «صلى الله عليه وآله»، ثم قال: إن عمار بن ياسر جلدة ما بين عيني وأنفي، فإذا بلغ ذلك من المرء فقد بلغ، ووضع يده بين عينيه.

فكف الناس عن ذلك، ثم قالوا لعمار: إن النبي «صلى الله عليه وآله» قد غضب فيك، ونخاف أن ينزل فينا القرآن.

فقال: أنا أرضيه كما غضب.

فقال: يا رسول الله، ما لي ولأصحابك؟

قال: ما لك ولهم.

قال: يريدون قتلي، يحملون لبنة لبنة، ويحملون على اللبنتين والثلاث.

فأخذ بيده، فطاف في المسجد، وجعل يمسح وفرته من التراب.

ويقول: يا ابن سمية، لا يقتلك أصحابي، ولكن تقتلك الفئة الباغية»[1].

---

(١) سيرة ابن هشام ج٢ ص١٤٢، تاريخ الخميس ج١ ص٣٤٥، والأعلاق النفيسة، ووفاء الوفاء ج١ ص٣٢٩، والسيرة الحلبية ج٢ ص٧٢، وقد ذكره في الغدير =

الصحيح

من سيرة النبي الأعظم صلى الله عليه وآله

الجزء الخامس

العلامة المحقق
السيد جعفر مرتضى العاملي

وأسند أيضاً عن أم سلمة رضي الله عنها قالت : بنى رسول الله ﷺ مسجده ، فقرب اللبن وما يحتاجون إليه ، فقام رسول الله ﷺ فوضع رداءه ، فلما رأى ذلك المهاجرون الأولون والأنصار ألقوا أرديتهم وأكسيتهم ، وجعلوا يرتجزون ويعملون ويقولون :

لئن قعدنا والنبي يعمل . . . . البيت

وكان عثمان بن عفان ﷺ رجلاً نظيفاً متنظفاً ، وكان يحمل اللبنة فيجافي بها عن ثوبه ، فإذا وضعها نفض كمه ، ونظر إلى ثوبه ، فإن أصابه شيء من التراب نفضه ، فنظر إليه علي بن أبي طالب فأنشأ يقول :

لا يستوي من يعمر المساجدا . . . . . الأبيات المتقدمة

فسمعها عمار بن ياسر ، فجعل يرتجز بها وهو لا يدري من يعني بها ، فمر بعثمان فقال : يا ابن سمية ، ما أعرفني بمن تعرض ، ومعه جريدة فقال : لتكفن أو لأعترضن بها وجهك ، فسمعه النبي ﷺ وهو جالس في ظل بيتي - يعني أم سلمة - فغضب رسول الله ﷺ ثم قال : إن عمار بن ياسر جلدة ما بين عيني وأنفي ، فإذا بلغ ذلك من المرء فقد بلغ ، ووضع يده بين عينيه ، فكف الناس عن ذلك ، ثم قالوا : لعمار : إن النبي ﷺ قد غضب فيك ونخاف أن ينزل فينا القرآن ، فقال : أنا أرضيه كما غضب ، فقال : يا رسول الله مالي ولأصحابك ؟ قال : مالك وما لهم ؟ قال : يريدون قتلي ، يحملون لبنة لبنة ويحملون علي اللبنتين والثلاث ، فأخذ بيده فطاف به في المسجد ، وجعل يمسح وفرته[1] بيده من التراب ويقول : يا ابن سمية لا يقتلك أصحابي ، ولكن تقتلك الفئة الباغية[2] .

---

(١) الوفرة : شعر الرأس إذا وصل إلى شحمة الأذن . (ابن منظور : لسان العرب ، ١٥/ ٣٥٤٠) .

(٢) رواه البخاري من طريق عكرمة مولى ابن عباس ﷺ في الصلاة باب التعاون في بناء المساجد ، وفي الجهاد وباب مسح الغبار عن الناس في السبيل ١/ ٤٥٠ - ٤٥١ وله شاهد عن أبي هريرة ﷺ رواه الترمذي بلفظ «أبشر [عمار] تقتلك الفئة الباغية» في المناقب ، باب مناقب عمار بن ياسر رقم ٣٨٠٢ .

مصنف کا رابطہ نمبر

+44 7960 948118

اگر کتاب میں املا میں کوئی غلطی یا کوئی الفاظ کی غلطی ہوگئی ہو اس نمبر پر رابطہ کریں تاکہ ان کو درست کیا جائے سیدنا علی بھی ہماری جان سیدنا معاویہ بھی ہماری جان ان دونوں اصحاب پر قربان